پاک جمہوریت

لاہور

جنوری 2014ء

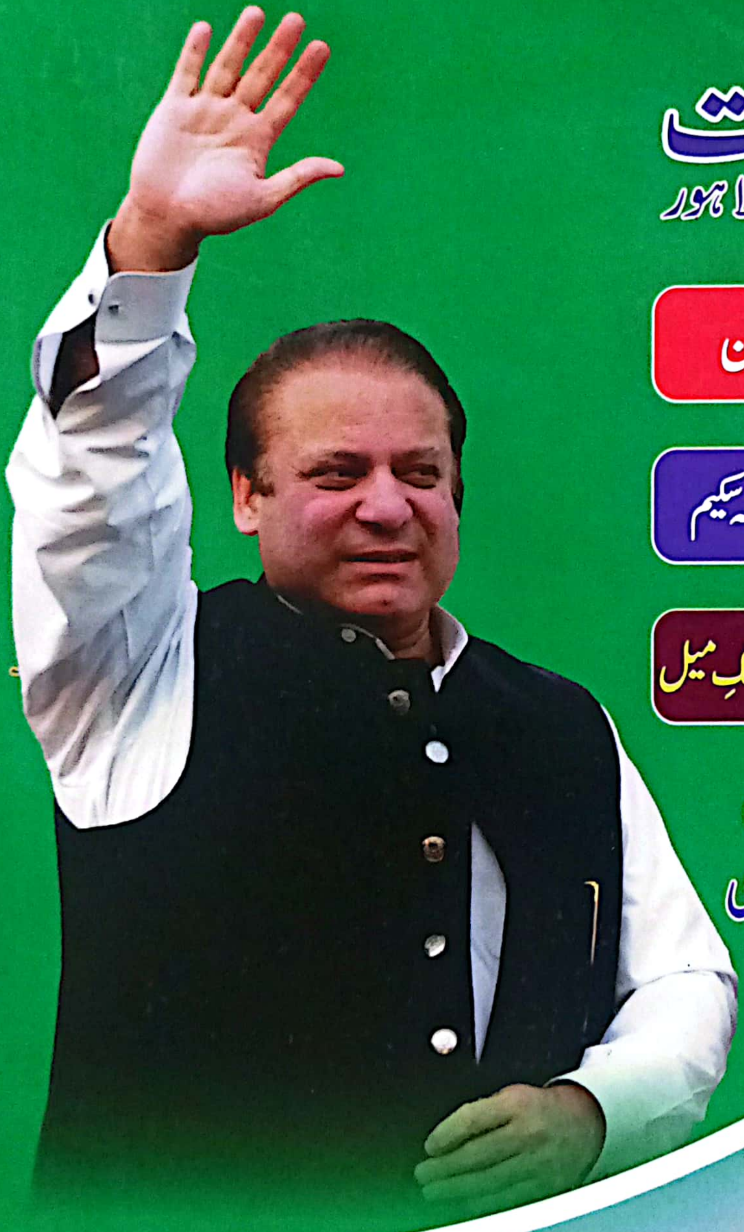

پاکستان کا میزائل بردار ڈرون

قوم کے مستقبل پر اعتماد، وزیر اعظم قرضہ سکیم

بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات، ایک سنگِ میل

جی ایس پی پلس
پہلی معاشی خوشخبری

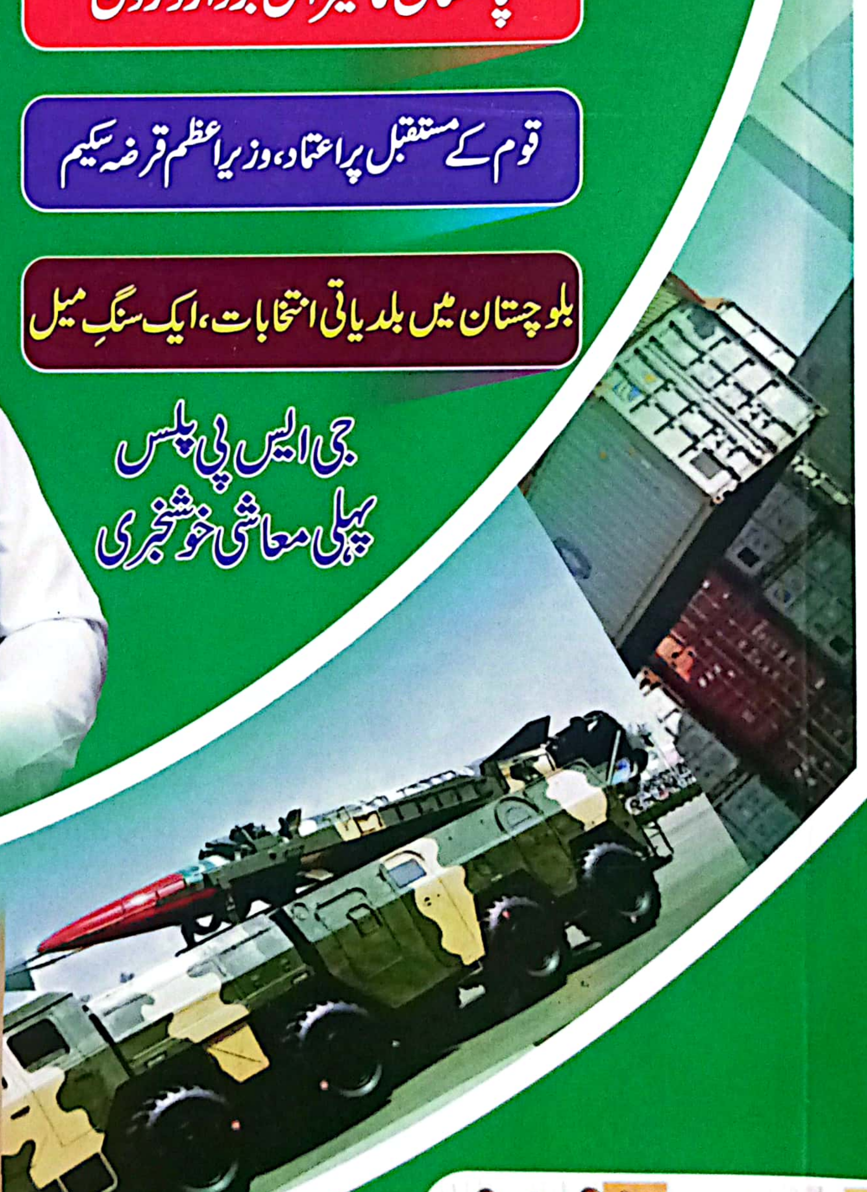

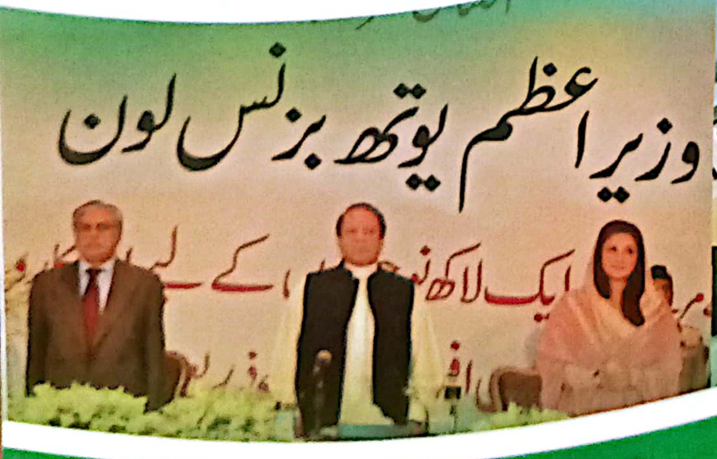

چین کی مدد سے نیا سول نیوکلیئر پروجیکٹ

CamScanner

حکومت پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لیے منظور شدہ

پاک جمہوریت لاہور

جلد	شمارہ نمبر		رجسٹرڈ نمبر
55	1	جنوری 2014ء	CPL39

Directorate of Electronic Media & Publications

فہرست

حمد باری تعالیٰ	سُرور انبالوی
نعت رسول مقبولؐ	بشیر رحمانی
عیدِ میلادالنبیؐ	
جشنِ عید میلادالنبیؐ	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
اولیاء کرام	
حضرت بہاؤالدین زکریاؒ	ڈاکٹر غضنفر مہدی
شخصیات	
نیلسن منڈیلا	شہباز شاہ
چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی	سید عاصم محمود
نئے آرمی چیف جنرل راحیل شریف	نواز رضا
حکومتی کارکردگی	
وزیراعظم محمد نواز شریف کے فکر انگیز خیالات	سبط علی
جی ایس پی پلس، پہلی معاشی خوشخبری	عطاء اللہ
قوم کے مستقبل پر اعتماد، وزیراعظم قرضہ سکیم	رؤف طاہر
چین کی مدد سے نیا سول نیوکلیئر پروجیکٹ	ضیاء الرحمٰن
پاکستان کا میزائل بردار ڈرون	اسد اللہ خالد
بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات، ایک سنگِ میل	امجد چوہدری
الیکشن کمیشن آف پاکستان کے لیے عالمی ایوارڈ	وحید حسین
حکومتی کارکردگی (تصویری جھلکیاں)	ادارہ
مضامین	
دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس مینار، لاہور	شیخ نوید اسلم
مشروم، صحت اور منافع کے لئے ایک جادوئی فصل	حسان خالد
ورزش	شاہد آفریدی
زمانہ طالب علمی کو زندگی کے سنہرے دور میں بدل ڈالیں	آسیہ بخاری

نگران اعلیٰ:

شیراز لطیف

نگران:

عنبرین گل شاہد

مجلس ادارت:

شگفتہ انصاری

شبیہہ عباس

صفدر علی بلوچ

محمد نعیم احمد

انتظام:

سید وقاص اندرابی

تزئین: ضوریز اختر، ارتضیٰ نقوی

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز

46، ایک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: مدیر 042-35941405

انتظامیہ 042-35941406

قیمت عام شمارہ 10 روپے زر سالانہ 100 روپے

ادارہ مطبوعات پاکستان نے انتخابِ جدید لاہور سے چھپوا کر 46۔ ایک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور سے شائع کیا

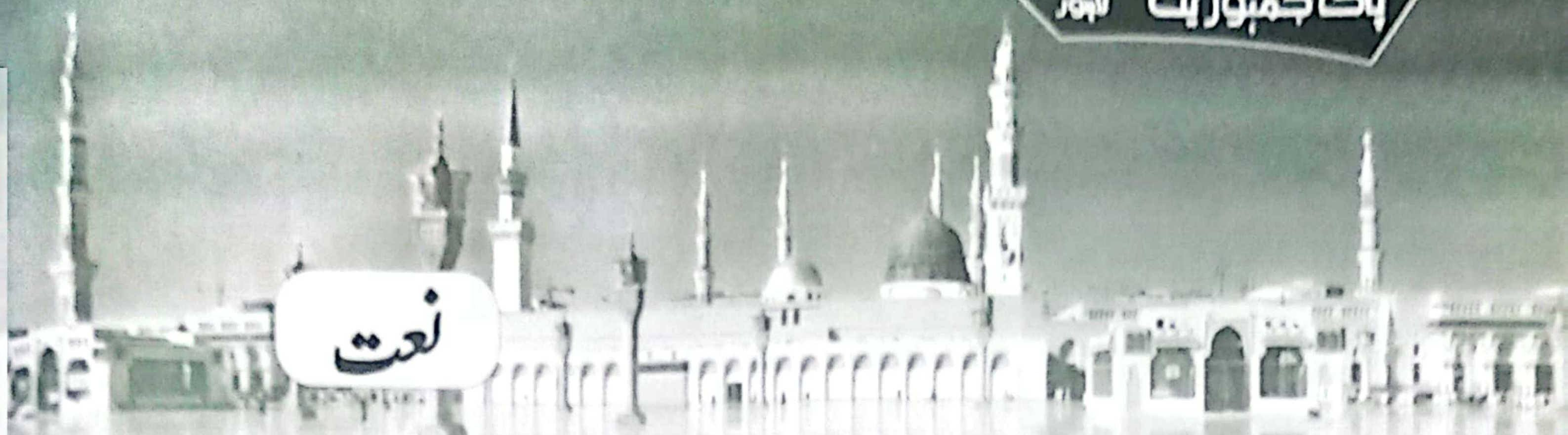

حمد

ستاروں کی چمک تو کہکشاں کی روشنی تو ہے
گلوں کا رنگ بھی تو اور کلیوں کی ہنسی تو ہے

ترے فیضِ کرم سے نور کی شمعیں فروزاں ہیں
سکوت شب بھی تو ، نور سحر کی دلکشی تو ہے

ازل سے تا ابد روزی رساں ہے تو ہی خلقت کا
کمی جس کی عطا میں ہی نہیں ایسا سخی تو ہے

چراغ زندگی کی لو توانا تیری حکمت سے
شعاع زندگی تو ہے ، نوائے دلبری تو ہے

مرادیں تیرے در سے تیرے منکر کی بھی بر آئیں
نہیں مایوس لوٹایا کسی کو وہ سخی تو ہے

مرے مولا کا یہ لطف و کرم کچھ کم نہیں مجھ پر
کہ اُس کے در کا اِک ادنیٰ گدا انبالوی بھی ہے

سُرور انبالوی

نعت

جمال مصطفیٰ ہو جلوہ گر تو نعت ہو جائے
شب درشبتاں میں درخشاں ہو سحر، تو نعت ہو جائے
ذرا چلمن سرک جائے نبیؐ کے باب نوری سے
پسِ منظر جو آجائے نظر تو نعت ہو جائے
کسی کروٹ نہ چین آئے شبِ ہجراں کے لمحوں میں
نبیؐ کی یاد میں تڑپے جگر، تو نعت ہو جائے
مدینے سے فرشتے رحمتوں کے طشت لے آئیں
جو ہو جائے انہیں میری خبر، تو نعت ہو جائے
کبھی ہو ذہن میں طیبہ، کبھی عرشِ معلیٰ ہو
خیالوں میں جو ہو اُن کا گزر، تو نعت ہو جائے
لکھا ہے اس لئے صلی اللہ سانسوں کی تختی پر
نہ ہو دل پر گناہوں کا اثر، تو نعت ہو جائے
دیار دل میں بس جائیں اگر محبوب سبحانی
مہک جائے عقیدت کا نگر، تو نعت ہو جائے
در خیر البشر ہی رحمتِ حق کا ہے دروازہ
اگر ہو امتیاز خیروشر، تو نعت ہو جائے
کہیں سایہ نظر آتا نہیں خلقِ پیمبر کا
لگاؤ دھوپ میں نور شجر، تو نعت ہو جائے
بشیر افکار کو درکار ہے مدحت رسالت کی
جو نخلِ عشق پر مہکیں ثمر، تو نعت ہو جائے

بشیر رحمانی

جشنِ عید میلاد النبیؐ

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عالم رنگ و بو میں آمد، رحمت و برکت کی برکھا ہے، جس سے زمینِ مردہ میں جان آگئی۔ ظلم و جبر کے سرچشمے خشک ہوگئے۔ عدل و مساوات کے نام سے نا آشنا کان، مہر و محبت کے سُریلے نغموں سے سرشار ہوئے۔ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو نشانِ منزل ہی نہیں، منزل مل گئی۔ ظلم و استبداد کے خونی پنجوں میں سسکتی زندگی کو پھر سے توانائی ملی۔ ظلم و جہالت کی زنجیروں میں جکڑی انسانیت کو رہائی ملی۔ جور و جبر کی زنجیریں ایک ایک کر کے ٹوٹنے لگیں۔ غلامی کے طوق و سلاسل ریزہ ریزہ ہوگئے۔ بادِ سموم سے زندگی کے مرجھائے چہرے بادِ صبا کے تازہ جھونکوں سے کھلنے لگے۔ یتیموں، بیواؤں، غلاموں، مظلوموں کے بہتے آنسو تھم گئے۔ اپنی اولاد پر ترس نہ کھانے والوں کو یتیموں کا والی بنادیا۔ بے ڈھب زندگی بسر کرنے والوں کو بے مثال منظم ہی نہیں بلکہ منتظم بنادیا۔ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنے والوں، جاہلوں، سنگدل بھیڑیوں کو، نہ صرف اپنی بلکہ یتیم و بے سہارا بچیوں کا خیر خواہ و خادم بنادیا۔ نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھی جانے والی وہ بچی جس کی پیدائش پر رنگ فق اور چہرے سیاہ پڑجاتے، ماں باپ اور اعزاء و اقارب پر غم کی گھٹا چھاجاتی تھی۔ باپ سوچتا تھا کہ بچی کو زندہ رکھوں یا عزت کو بچاؤں۔ دونوں جمع نہیں ہوسکتیں، بیٹی بھی ہو اور عزت بھی ہو۔ جی ہاں اسی حقیر و دھتکاری بچی کو وہ شرف بخشا جو کسی بیٹے کو نہ ملے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت معاشرے کے ہر طبقے کے لئے واضح تھی بالخصوص ان لوگوں کو جنت کی خوشخبری دی کہ جنہوں نے اپنی بیٹی اور بہن کو نہ زندہ درگور کیا اور نہ اسکی تذلیل کی۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:

"جس آدمی کی بیٹی یا بہن ہے اس نے اس کو زندہ درگور نہیں کیا، نہ اس کی توہین کی اور نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دی، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا"۔ (ابوداود)

اسی طرح یتیموں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت و محبت کا سلوک کرنے والوں کیلئے فرمایا:

CamScanner

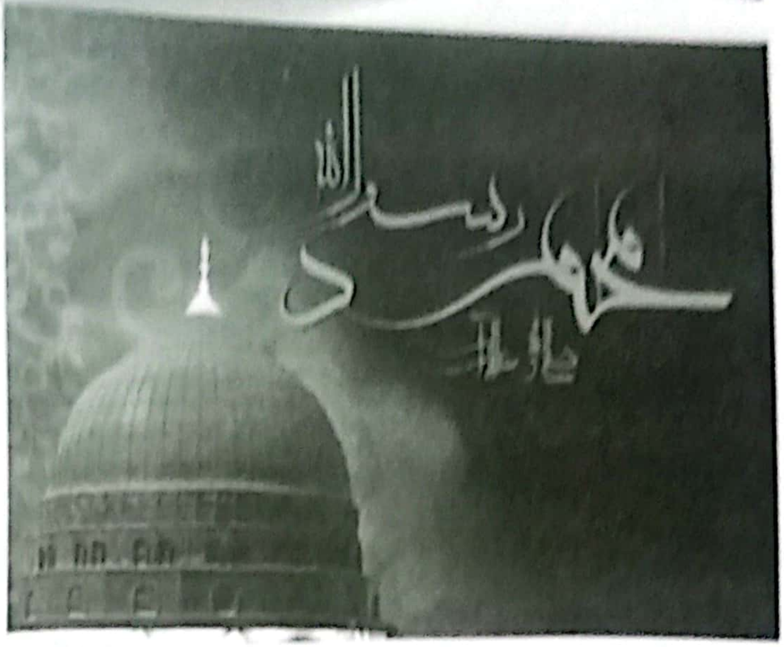

ترجمہ:

''جس نے اپنے کھانے پینے میں کسی یتیم کو شریک کرلیا۔ اللہ پاک نے لازمی طور پر اس کے لئے جنت واجب کردی۔ اِلّا یہ کہ کوئی ناقابل مغفرت گناہ (شرک) کرے اور جس نے تین بیٹیوں یا اتنی بہنوں کی تربیت کی، ان کو علم وادب کے زیور سے آراستہ کیا۔ ان کو پیار و رحمت کی نظر سے دیکھا، یہاں تک کہ اللہ نے ان بچیوں کو غنی کردیا (اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئیں) اللہ نے اس کے لئے جنت واجب کردی۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! دو ہوں تو؟ فرمایا خواہ دو ہوں، یہاں تک سوال ہوا، کہ ایک ہی ہو تو! فرماتے خواہ ایک ہو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔

اسی طرح ایک اور جگہ یتیموں پر رحمت وشفقت کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے یتیم کے سر پر صرف اللہ کی رضا کی خاطر ہاتھ پھیرا جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا، اسے ایک بال پر نیکی ملے گی اور جس نے اپنے پاس رہنے والی یتیم بچی یا بچے سے نیک سلوک کیا۔ میں اور وہ شخص اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے اور سرکار نے (اشارہ کرتے ہوئے) اپنی دونوں انگلیاں ملائیں''۔ (احمد، ترمذی)

ماہ مقدس ربیع الاول شریف ہر سال آتا ہے اور اپنے جلو میں جذبات محبت کا ایک عالم لاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اس ماہ مبارک میں خصوصی طور پر اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اپنے اپنے انداز سے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آج کے دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ لوگوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور فضائل و کمالات مؤثر انداز میں بتائے جائیں۔ لازم ہے کہ مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات از بر کروائے جائیں تا کہ علم بڑھے، روشنی پھیلے اور دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں ہو یہی ہماری تمام پریشانیوں، بے عملیوں اور بدعملیوں کا علاج بھی ہے۔ علامہ اقبالؒ کہتے ہیں۔

شبے بگریستم پیش خدا من
مسلماناں چرا زار و نزار اند
صدا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

''ایک رات میں خدا کے حضور میں رویا کہ بارالٰہی! مسلمان کیوں ذلیل وخوار ہیں؟ آواز آئی تجھے معلوم نہیں کہ اس قوم کا دل تو ہے محبوب نہیں اور جب تک دل کی نگری میں محبوب نہ ہو، ویران ہے اور ویران گھر میں کس کا دل لگتا ہے؟ محبوب کون ہے؟''۔

ہست محبوبے نہاں اندر دلت
چشم اگر داری بیا بنمائمیت

''وہ محبوب تیرے دل میں پوشیدہ ہے اگر دل کی آنکھ ہے تو آ میں تجھے دکھاتا ہوں''۔

عاشقاں او زخوباں خوب تر
خوب تر، محبوب تر مطلوب تر

''اس محبوب کے عاشق بھی دنیا کے حسینوں سے خوبصورت تر، بہتر، محبوب ومطلوب تر ہیں''۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت بایک دگر پیوستہ ایم

''ہم نے اپنا دل حجاز والے محبوب سے جوڑ لیا

ہے اور اسی نسبت سے ہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں"۔

محفل میلاد ہو یا مجلس ذکر، ان کا ایک ہی مقصد ہے کہ ہم نے اپنی نادانیوں سے جو رشتہ الفت کمزور کرلیا ہے اسے پھر سے مضبوط کیا جائے۔

قابل صد تکریم ہے ہر وہ فرزند اسلام جو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں سرشار ہے۔ ذکرِ سرکار کی محفلیں سجاتا اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ جلاتا ہے۔

قرآن کریم میں حکم خداوندی ہے:

"اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ"۔

یہ وہ حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا کہ اپنی قوم کو اللہ کے دن یاد دلاؤ اللہ کے دن یاد دلانے کا یہ معنی نہیں کہ آج فلاں تاریخ اور فلاں دن ہے۔ یہ ہر ایک جانتا ہے یہ بتانے کی نہ ضرورت ہے نہ فائدہ بلکہ مراد یہ ہے:

"ایام سے مراد وہ عظیم واقعات ہیں جو ان ایام میں وقوع پذیر ہوئے"۔

مطلب یہ ہے کہ تم نے فرعون کا دور ظلم بھی دیکھا اور بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں، بچوں کا قتل عام، وطن سے بے وطنی اور دیگر مختلف قسم کے عذاب پھر اپنے دشمنوں کی ہلاکت، اپنے وطن کی آزادی اور من وسلویٰ کی جنتی غذائیں، بادل کے سائبان اور پانی کے ٹھنڈے چشمے، عظمت واقتدار کا سنہری دور بھی

کچھ دیکھا اچھے دنوں کا ذکر کر کے شکر کرو اور برے دنوں کو یاد کر کے اللہ کا خوف کرو۔ پس ہمارے لئے یوم میلاد یوم نجات ہے، اللہ اور رسولوں کے وعدوں کے ایفاء کا دن ہے، شرک و کفر اور ظلم وستم کے خاتمے اور اللہ کے فضل و رحمت کے نزول کا دن ہے اس کی یاد ہر دوسرے دن سے بڑھ کر کرنی چاہئے یہ قرآن کا حکم ہے اور امر وجوب کے لئے ہے۔ پس اللہ کے خاص ایام کا ذکر کرنا واجب ہے۔ نعمت کا پہلا تقاضا یہ

اپنے اوپر (کیا گیا) کا وہ انعام یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاء پیدا فرمائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ (کچھ) عطا فرمایا جو (تمہارے زمانے میں) تمام جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا"۔

معلوم ہوا کہ آزاد حکومت ملنا اور انبیاء کرام کا وجود نصیب ہونا، اللہ کی نعمت اور احسان ہے اور اس کا ذکر کرنے کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ

ہے کہ دل سے اس کا اعتراف کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ زبان سے اس کا اقرار وذکر کیا جائے۔ تیسرا یہ کہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔ جیسے قرآن میں بار بار فرمایا گیا:

ترجمہ:

"میری اس نعمت کا ذکر کرو جو میں نے تم پر کی"۔

ترجمہ:

"اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم

وآلہ وسلم کا ایک بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کیا جائے۔ آپؐ کے فضائل وکمالات، آپ کی دنیا میں تشریف آوری، آپؐ کی نورانی صورت اور آپؐ کی حسین سیرت کا بیان ہوتا کہ ایمان تازہ ہو اور جذبات عشق و محبت پرورش پائیں جو ہماری کامیابی کے ضامن ہیں۔ رب کریم نے بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں کیلئے احسان عظیم قرار دیا۔

ترجمہ:

"بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔(آل عمران: 164)

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کو اپنا بڑا احسان فرمایا۔ پس لازم ہے کہ اس احسان عظیم کا ہر وقت ذکر و اعتراف کیا جائے، اس پر شکر کیا جائے اور اس کی حقیقی قدر کی جائے اور اس کے ملنے پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:

"اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے آگاہ فرمایا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے"۔

اسی طرح فرمایا:

ترجمہ:

"اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں لہٰذا آپؐ کے حسن وکمال کا چرچا بہت ہی زیادہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

خود قرآن میں موجود ہے:

ترجمہ:

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمتِ (ایمان) کو کفر سے بدل ڈالا اور انہوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیا"۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

"خدا کی قسم وہ قریش اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اللہ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

لوگوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد، سیرت طیبہ اور تعلیمات مقدسہ کو بیان کریں تاکہ سچی عقیدت ان کے دلوں میں پیدا ہو اور وہ اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کے رنگ میں ڈھال سکیں۔ دین کا بول بالا ہو، سچے فضائل و کمالات اتنی کثرت سے بیان کریں کہ غلط و موضوع روایات ختم ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر اتنا زور دیں کہ نوجوانوں کے دلوں سے ہر جھوٹی محبت ختم ہو جائے۔ صدقہ و خیرات، قرآن خوانی و نعت خوانی اور سیرت وصورت محبوب کا ہر جگہ اتنا زور و شور سے تذکرہ کریں کہ شیطانی آوازیں پست ہو کر ختم ہو جائیں۔ گھروں کو، دکانوں کو، بازاروں اور کارخانوں کو، اداروں و راستوں کو اتنا سجائیں کہ ہر ایک پر عظمتِ رسولؐ واضح ہو۔ کھانے کھلائیں، مشروب پلائیں، ناداروں کو کپڑے پہنائیں، نادار طلبہ کو کتب اور فیس دیں اور اس سب کا ثواب صاحب میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نذر کریں۔

یہ اظہار مسرت ہر اس چیز سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔ خواہ نماز، روزہ، خواہ دنیا کا مال و اسباب ہو، خواہ دیگر نیکیاں ہوں۔ اس نیکی سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں کہ ہر نیکی اس کے وسیلہ سے ملی ہے۔ اسی نیکی کی برکت سے کافر تک فیضیاب ہوئے۔ مسلمان تو ان کے اپنے ہیں، وہ کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔

حضرت بہاؤالدین زکریاؒ

ڈاکٹر غضنفر مہدی

شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریاؒ برصغیر پاک وہند کے ایک عظیم مبلغ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ تبلیغی صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا، آپ علم وعرفان اور تقویٰ و اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔آپ نے کفروشرک میں مبتلا انسانیت کو توحید کا درس دیا، غافل مسلمانوں کو یادِ الٰہی کا سبق پڑھایا اور محبت سے محروم دلوں کو اللہ اور رسولؐ اور ان کی آل کی محبت سے معمور کر دیا۔آپ نے ایک منفرد تبلیغی نظام قائم کر کے اشاعتِ اسلام کے لئے جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف میں رقم کی گئیں۔آپ کی قائم کردہ درس گاہ نے علماء اور مبلغین تیار کئے اور آپ نے اپنی ذاتی دولت کو اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا۔آپ کے خلفاء اور اولاد نے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فریضہ تبلیغ دین بطریق احسن ادا کیا۔اس کا اعتراف مسلم مؤرخین کے علاوہ غیر متعصب غیر مسلم قلمکاروں نے بھی کیا ہے ان کا منہج دعوت آج کے مبلغین کے لئے بھی لائق تقلید ہے۔

شیخ الاسلام حضرت غوث بہاء الدین زکریاؒ کی اس علاقے میں جو خدمات ہیں انہیں اس مختصر سی تحریر میں ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علم روحانیہ اور فیوض باطنیہ میں بہت بلند مقام عطا فرمایا تھا۔آپؒ نے ہزاروں لوگوں کو دولتِ اسلام عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی اخلاقی تعلیم وتربیت بھی فرمائی۔آپ کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ہندوستان میں دعوت وارشاد کے طریقے کی بالعموم اور سلسلہ سہروردیہ کی بالخصوص بنیاد رکھی۔آپ کی خدمات کے بعض پہلو ایسے ہیں جو آپ کو دوسرے صوفیائے کرام سے ممتاز کرتے ہیں اور جن پر عصر حاضر میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی قدس سرہ العزیز کی ولادت باسعادت کے متعلق مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے ''سفینۃ الاولیاء'' اور ''آئین اکبری'' میں ولادت کا سال 565 ہجری تحریر ہے۔

"اخبار سہروردیہ" بروایت خزینۃ الاصفیاء اور تاریخ فرشتہ 578 ہجری میں بمقام کوٹ کروڑ ضلع مظفر گڑھ لکھا ہے۔ حسب ونسب کے لحاظ سے حضرت شیخ مکہ معظمہ کے قریشی الاسد قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت کے جد امجد حضرت شیخ کمال الدین علی شاہ نے مکہ معظمہ سے نکل کر خوارزم میں سکونت اختیار کی پھر ملتان کو اپنا وطن بنایا یہاں حضرت کمال الدین علی شاہ کے صاحبزادے حضرت مولانا وجیہ الدین محمد کی شادی حضرت مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر نیک سیرت بی بی فاطمہ سے ہوئی۔ مولانا بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے ان کا علم و دانش اپنے ہم عصروں میں نمایاں تھا۔ موصوف تاتاریوں کے خروج کے باعث جلاوطن ہو کر سلطان محمود غزنوی کے مفتوحہ علاقہ ملتان میں آبسے تھے۔ بی بی فاطمہ کے بطن مبارک سے حضرت شیخ کی پیدائش ہوئی۔ صاحب انور غوثیہ قلمی خلاصۃ العارفین کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت کے والد ایک کامل ولی تھے اور اکثر سیر و سیاحت کرتے رہتے تھے جب آپ شہر ہامہ میں تشریف لے گئے تو وہاں کے شیخ حضرت عیسیٰ نے جو حضرت غوث الاعظم پیران پیر میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے اپنی دختر نیک سیرت فاطمہ کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ وہ کچھ عرصہ وہاں رہ کر کوٹ کروڑ میں تشریف لے آئے اور یہیں شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم و تربیت بہت چھوٹی عمر میں شروع ہوئی کہا جاتا ہے کہ جب آپ کے والد محترم کلام پاک کی تلاوت کرتے تو آپ دودھ چھوڑ کر نہایت توجہ سے سنتے تھے۔ یہ عالم دیکھ کر آپ کے گھر والے حیران رہ جاتے۔ آپ کے سنجیدہ اطوار نے بچپن کے ساتھیوں میں بھی آپ کو نمایاں کر دیا تھا۔ آپ جب مکتب میں پڑھتے تھے تو آپ نے کسی کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ "حق تبارک و تعالیٰ نے جب (ترجمہ) "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" فرمایا تھا اس وقت سے اب تک کے واقعات مجھے اس طرح معلوم ہیں جیسے میری آنکھوں کے سامنے ہوئے ہیں۔" آپ صرف سات سال کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ کلام اللہ شریف حفظ کر کے قاری مشہور ہو گئے تھے جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد محترم کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا لیکن آپ کی تعلیم بدستور جاری رہی۔ آپ کی رسا طبیعت اور خداداد ذہن کا یہ عالم تھا کہ ایک بار جو چیز نظر سے گزر جاتی وہ محفوظ ہو جاتی آپ نے تحصیل علم کے شوق سے سیاحت بھی کی والد محترم کی وفات کے بعد آپ نے ملتان سے خراسان کا سفر کیا۔ وہاں پہنچ کر سات سال تک بزرگان دین سے علم حاصل کیا اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ درجہ اجتہاد کو پہنچ گئے۔ مجاہدے، مشاہدے اور مکاشفے میں بہت زیادہ مشق کی۔ آپ کے اوصاف دل موہ لینے والے اور عادتیں لوگوں کو گرویدہ کر لینے والی تھیں جس کی وجہ سے اہل بخارا آپ کو بہاؤالدین فرشتہ کہتے تھے جلد ہی آپ کی شہرت خراسان اور بخارا کے گرد و نواح سے بھی آگے پہنچ گئی۔

بخارا میں آٹھ سال تک تحصیل علم کے بعد آپ حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور معمولات حج سے فارغ ہو کر حضور رحمت عالمؐ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ

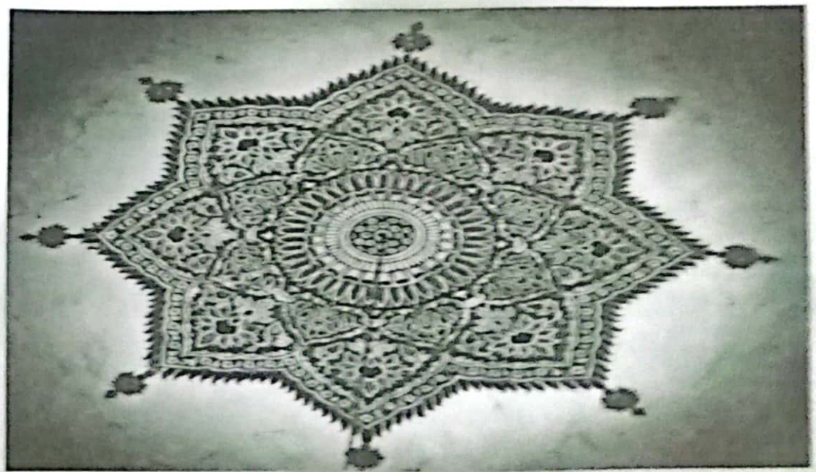

سعودیہ پہنچے۔ پانچ سال تک حضورؐ کے روضہ اقدس کی زیارت سے شرف یاب ہوتے رہے وہ روضہ اقدس کے مجاور بنے رہے۔ اسی مدت میں حضرت مولانا شیخ کمال الدین محمد یمنی سے حدیث پڑھی جو کہ جلیل القدر محدث تھے اور جنہوں نے پچھتر سال تک روضہ اقدس نبی اکرمؐ کی مجاوری کی تھی۔ حدیث پڑھنی بھی ختم کر کے قلب اور تصفیہ باطن کے حصول میں شدت اختیار کی مگر بعد ازاں حضور رحمت عالم سے اجازت حاصل کر کے بیت المقدس تشریف لائے اور کرامات عالی اور مقامات بلند کے حصول کے بعد بغداد تشریف لے گئے۔ بغداد میں حضرت جیلانی اور دیگر اولیاء اللہ کے روضوں کی زیارت کے بعد عمر سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صرف سترہ روز کے قیام میں حضرت شیخ الشیوخ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

614ھ میں آپ دوبارہ ملتان تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر پچیس یا چھبیس سال تھی اہل ملتان کی اس درخواست پر آپ نے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کر دیا اور ملتان کی حالت علمی ظاہری و باطنی بدل کر رکھ دی۔ ہر طرف مسجدیں تیار ہونے لگیں مدرسے تعمیر ہونے لگے لنگر خانے بنائے گئے۔ شہر میں بڑی بڑی اور رفاہ عامہ کی عمارتیں تعمیر ہونے لگیں اور ملتان کی رونق بڑھنے لگی۔ ملتان کا وہ مدرسہ جس کے آپ مہتمم تھے آہستہ آہستہ اسلام کی مرکزی یونیورسٹی بن گیا جس میں تمام دینی اور دنیوی علوم و فنون اور معقولات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اس یونیورسٹی میں ملتان کے گرد و نواح کے علاوہ ہندوستان کے اکثر و بیشتر شہروں سے طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔

جب مدرسہ کی شہرت زیادہ بڑھی تو عراق و شام اور حجاز تک طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ اس مدرسے میں تعلیم بالکل مفت دی جاتی تھی خوراک و لباس اور رہائش کا معقول انتظام تھا حتیٰ کہ تعلیمی ضروریات کی چیزیں مثلاً قلم، دوات، کاغذ، کتابیں وغیرہ بھی طلباء میں مفت تقسیم ہوتی تھیں۔ مدرسین اعلیٰ معیار کے ہوتے تھے طلباء کے علاوہ بڑے بڑے جید علماء بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ علوم الٰہیہ کی ایک علیحدہ خانقاہ تھی جس میں ہندوستان کے علاوہ چین، ترکستان، مصر، بغداد اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی روحانی تعلیم کے حصول میں تھے آپ سے فیض یاب ہوتے تھے ان دنوں آپ کے گرد ہر وقت طالبان حق کا ایک ہجوم لگا رہتا تھا عقیدت مندوں کی کثرت کا اندازہ اس بات سے اندازہ ہوگا کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی خانقاہ میں بڑے بڑے اولیاء اللہ نے قیام فرمایا ہے۔ مثلاً حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت حمید الدین ناگوریؒ، جلال الدین تبریزیؒ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جیسے باکمال اولیاء اللہ ہیں جن کے توسل سے دعا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی ہے۔

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ رشتے میں خالہ زاد بھائی تھے اور آپس میں گہری محبت رکھتے تھے۔ دونوں حضرات کئی سال تک سفر حضر میں اکٹھے رہے اور دونوں ایک دوسرے کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ ان کی محبت میں رنج و ملال کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں "ایک مرتبہ مجلس میں زہد و تقویٰ کی گفتگو ہو رہی تھی حضرت برادرم بہاؤالدین زکریا اور میں یکجا بیٹھے ہوئے تھے۔ برادرم بہاؤالدین زکریاؒ نے فرمایا کہ زہد تین چیزوں پر

منورہ پہنچے۔ پانچ سال تک حضورؐ کے روضہ اقدس کی زیارت سے شرف یاب ہوتے رہے اور روضہ اقدس کے مجاور بنے رہے۔ اسی مدت میں حضرت مولانا شیخ کمال الدین محمد یمنی سے ہوا۔ آپ اپنے دور کے جلیل القدر محدث تھے اور جنہوں نے پچھلے ترپن سال تک روضہ اقدس نبی اکرمؐ کی مجاوری کی تھی حدیث پڑھی پھر تزکیہ قلب اور تصفیہ باطن کے مجاہدے میں شدت اختیار کی مگر جلد ہی حضور رحمت عالم سے اجازت حاصل کر کے بیت المقدس تشریف لائے اور کرامات عالی اور مقامات بلند کے حصول کے بعد بغداد تشریف لے گئے۔ بغداد میں حضرت پیران پیر اور دیگر اولیاء اللہ کے روضوں کی زیارت کے بعد عمر سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صرف سترہ روز کے قیام میں حضرت شیخ الشیوخ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

614ھ میں آپ دوبارہ ملتان تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر چھتیس یا سینتیس سال تھی اہل ملتان کی اس درخواست پر آپ نے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کر دیا اور ملتان کی حالت علمی ظاہری و باطنی بدل کر رکھ دی۔ ہر طرف مسجدیں تیار ہونے لگیں مدرسے تعمیر ہونے لگے، لنگر خانے بنائے گئے، شہر میں بڑی بڑی اور صاف ستھری عمارتیں تعمیر ہونے لگیں اور ملتان کی رونق بڑھنے لگی۔ ملتان کا وہ مدرسہ جس کے آپ مہتمم تھے آہستہ آہستہ اسلام کی مرکزی یونیورسٹی بن گیا جس میں تمام دینی اور دنیوی علوم وفنون اور معقولات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اس یونیورسٹی میں ملتان کے گردونواح کے علاوہ ہندوستان کے اکثر و بیشتر شہروں سے طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔

جب درس گاہ کی شہرت زیادہ بڑھی تو عراق و شام اور حجاز تک طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ اس مدرسے میں تعلیم بالکل مفت دی جاتی تھی خوراک ولباس اور رہائش کا معقول انتظام تھا حتیٰ کہ تعلیمی ضروریات کی چیزیں مثلاً قلم، دوات، کاغذ، کتابیں وغیرہ بھی طلباء میں مفت تقسیم ہوتی تھیں۔ مدرّسین اعلیٰ معیار کے ہوتے تھے طلباء کے علاوہ بڑے بڑے جید علماء بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ علوم الٰہیہ کی ایک علیحدہ خانقاہ تھی جس میں ہندوستان کے علاوہ چین، ترکمانستان، مصر، بغداد اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی جو حق کی تلاش میں تھے آپ سے فیض یاب ہوتے تھے ان دنوں آپ کے گرد ہر وقت طالبان حق کا ایک مجمع لگا رہتا تھا عقیدت مندوں کی فہرست کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کی خانقاہ میں بڑے بڑے اولیاء اللہ نے قیام فرمایا ہے۔ مثلاً حضرت خواجہ غریب نوازؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت حمید الدین ناگوریؒ، جلال الدین تبریزیؒ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ وہ باکمال اولیاء اللہ ہیں جن کے توسل سے دعا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی ہے۔

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ رشتے میں خالہ زاد بھائی تھے اور آپس میں گہری محبت رکھتے تھے۔ دونوں حضرات کئی سال تک سفر حضر میں اکٹھے رہے اور دونوں ایک دوسرے کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ ان کی صحبت میں رنج وملال کا وہم وگمان بھی نہ ہوسکتا تھا۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں "ایک مرتبہ مجلس میں زہد وتقویٰ کی گفتگو ہو رہی تھی حضرت برادرم بہاؤالدین زکریا اور میں یکجا بیٹھے ہوئے تھے۔ برادرم بہاؤالدین زکریاؒ نے فرمایا کہ زُہد تین چیزوں پر

موقوف ہے جس میں یہ تینوں باتیں نہیں وہ زاہد کہلانے کا مستحق نہیں اول دنیا کو پہچاننا اور اس سے مایوس نہیں ہونا، دوسرے اولاد کی خدمت کرنا اور اس کے حقوق کی نگہداشت کرنا، تیسرے آخرت کی طلب اور اس کے حصول میں لگا تار کوشاں رہنا اور اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھنا"

حضرت شیخ کا وصال:

آپ کے سال وصال میں مؤرخین کا اختلاف ہے "تذکرہ علمائے ہند" میں سال وصال 661 ہجری تحریر ہے راحت القلوب میں 656 ہجری تاریخ فرشتہ میں 666 ہجری اور مراۃ الاسرار میں 665 ہجری۔ فرشتہ کے سوا تمام مؤرخین نے 7 صفر روز پنجشنبہ آپ کا یوم وصال قرار دیا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء محبوب الٰہی سے روایت ہے کہ آپ وفات کے روز اپنے حجرے میں یاد الٰہی میں مصروف تھے۔ ایک درویش دروازے پر تشریف لائے اور ایک سربمہر لفافہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ صدرالدین عارف کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ یہ خط حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین کی خدمت میں پہنچادو۔ حضرت شیخ صدرالدین خط کو لیتے ہی پہچان گئے اور حیرت زدہ ہوگئے حکم ربی میں کیا چارہ ہوسکتا تھا والدِ بزرگوار کی خدمت میں لفافہ پیش کر کے واپس تشریف لائے تو دیکھا وہ بزرگ غائب تھے حضرت شیخ زکریا ملتانی نے وہ لفافہ کھولا اور اس کو پڑھتے ہی جاں بحق ہوگئے۔ ایک آواز بلند ہوئی کہ "وصل الحبیب الی الحبیب" ترجمہ "حبیب حبیب سے مل گیا" حضرت شیخ صدرالدین آواز سنتے ہی حجرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آواز حقیقت بن چکی ہے اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا فردوس بریں کو سدھار چکے ہیں۔

سن ولادت 565 ہجری کے اعتبار سے آپ کی عمر شریف سو سال کے قریب ہوئی۔ آپ کا مزار شریف ملتان میں مرجع خلائق ہے جہاں آج بھی دن رات آپ کے مزار پر انوار الٰہی کی بارش ہوتی ہے کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اپنا مقبرہ خود تعمیر کروایا تھا جو برصغیر میں اس دور کا بہترین نمونہ تھا۔ اس مقبرے میں آپ کے صاحبزادے کے علاوہ دیگر افراد خاندان کے مزارات بھی ہیں۔ جہاں آج بھی اہل محبت جا کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور مزارات کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ راحت القلوب میں لکھا ہے جس وقت حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کا وصال ہوا اسی وقت اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ بے ہوش گئے۔ حضرت بابا صاحبؒ کو بہت دیر بعد ہوش آیا جب مریدوں نے حال دریافت کیا تو حضرت بابا نے فرمایا "برادرم بہاؤالدین زکریاؒ را ازیں بیابان فنا بہ شہر خموشاں بقا بردند" اور اٹھ کر مریدوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

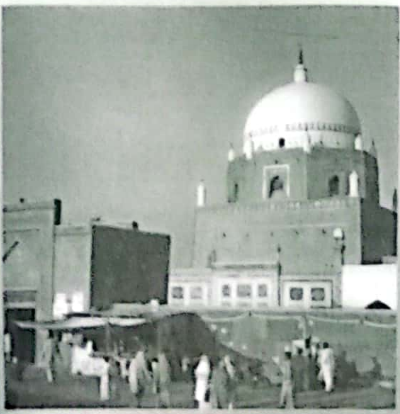

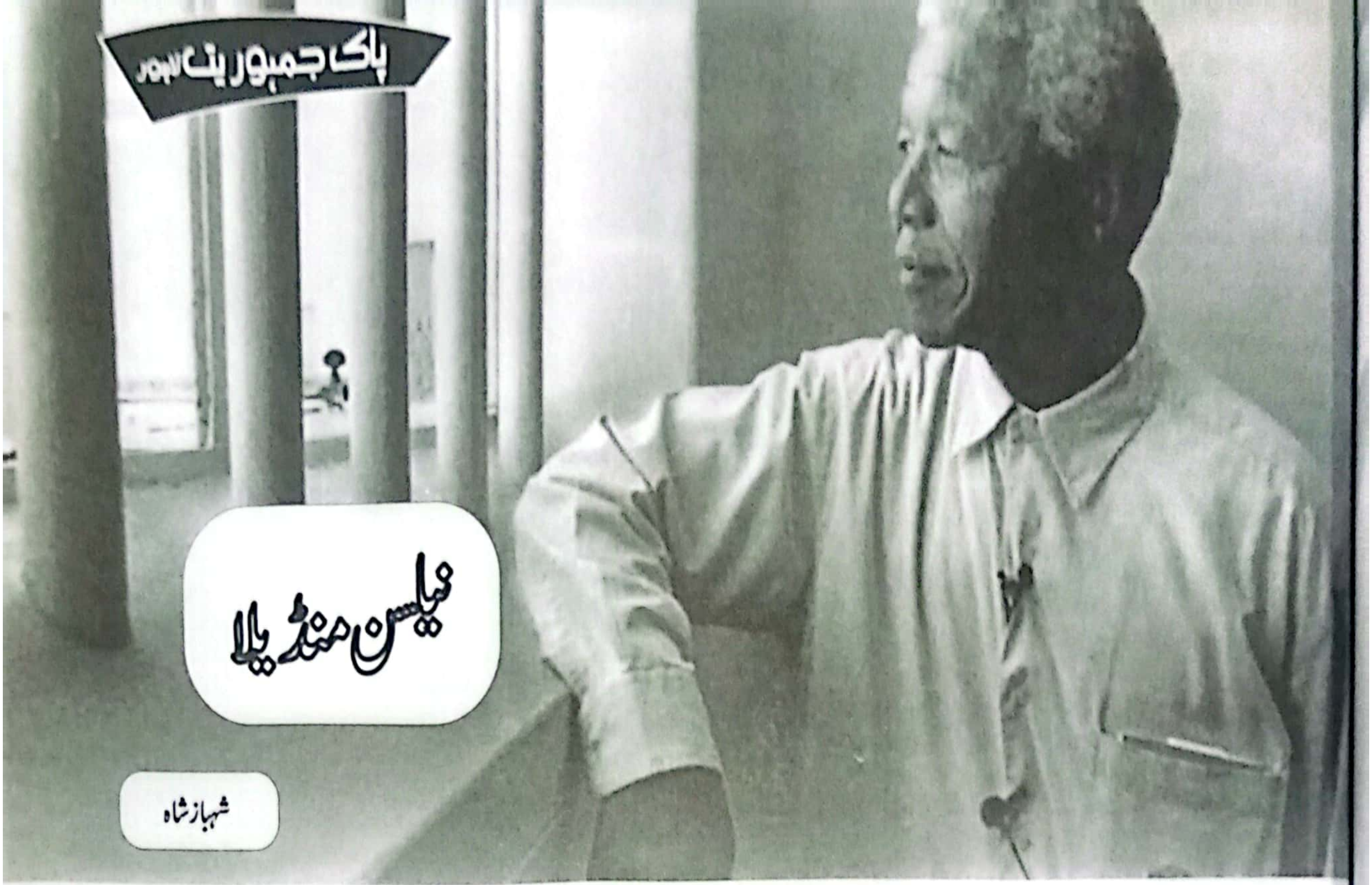

نیلسن منڈیلا

شہباز شاہ

زندہ قومیں غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر اوجِ ثریا تک تب پہنچتی ہیں جب اُن کے اندر آزادی کی تڑپ پیدا ہو جائے، انہیں یہ شعور مل جائے کہ وہ سر اُٹھا کر جینے کا حق رکھتی ہیں، اور اس حق کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

یہی وہ تڑپ ہے جو انسان کو محنت کرنے، اپنے حقوق کے لیے آواز اُٹھانے اور کٹھن راہوں میں ثابت قدم رہنے پر اُکساتی ہے۔ اس سارے عمل میں ایک کردار ایسا بھی ہوتا ہے جو انسانوں کے اس ہجوم کو قوم کی شکل دیتا ہے، اور ان کی جدوجہد کو صحیح سمت فراہم کرتا ہے، جو مصائب سہتا ہے، اذیتیں جھیلتا ہے، ستم برداشت کرتا ہے، اور بعض اوقات جان سے بھی گزر جاتا ہے، مگر اپنی قوم کو منزلِ مقصود تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔ جنوبی افریقہ کے باسیوں کی خوش نصیبی کہ انھیں بھی ایک ایسا راہنما میسر آیا جس نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر انھیں غلامی کی زنجیروں اور ظلم سے نجات دلائی۔

آج سے تقریباً ایک صدی قبل، جنوبی افریقہ کے ٹھیمبو قبیلے میں پیدا ہونے والا یہ شہزادہ، جسے دنیا آج نیلسن منڈیلا کے نام سے جانتی ہے، اگر اپنے والد کی سرداری کا تاج اپنے سر سجا لیتا تو وہ بھی عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکتا تھا، لیکن اس نے سرداری کو ٹھوکر ماری اور اپنی اُس قوم کو نئی زندگی دلانے میں لگ گیا، جو صرف اس وجہ سے رُسوا تھی کہ اُن کی رنگت کالی تھی۔

اس نے تشدد برداشت کیا، 27 برس جیل کاٹی، لیکن اپنی قوم کو غلامی کی کالی گھٹاؤں سے نکال کر آزادی کے کھلے آسمان تلے لے آیا اور آج جب یہ عظیم لیڈر دنیا سے رخصت ہو گیا ہے تو نہ صرف جنوبی افریقہ کے باشندے بلکہ دنیا کا ہر وہ فرد جو سامراج سے آزادی حاصل کر چکا ہے یا آزادی کی جدوجہد کر رہا ہے، آنسوؤں کے نذرانے لیے اسے خراجِ تحسین پیش کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جنوبی افریقہ کے عوام منڈیلا کو اب منڈیلا نہیں بلکہ "ماڈیبا" کہہ کر پکار رہے ہیں جس کا مطلب ہے "بابا"۔ جنوبی افریقیوں کا یہ نجات دہندہ اور بابائے قوم ایک مثالی اور تابناک زندگی گزار کر دنیا سے چلا گیا۔

CamScanner

نیلسن منڈیلا 18 جولائی 1918ء کو جنوبی افریقہ کے علاقے ٹرانسکی میں پیدا ہوئے۔ والدین نے اُن کا نام 'رولہلالا' رکھا، جس کا مطلب ہے "غاصبوں کو للکارنے والا۔" اگرچہ منڈیلا کے والدین تعلیم یافتہ نہیں تھے مگر ان کی والدہ نے سات سال کی عمر میں انھیں اسکول بھیجا۔ وہ اپنے قبیلے کے پہلے فرد تھے جنہوں نے اسکول میں داخلہ لیا۔ منڈیلا بتاتے ہیں، "اسکول کے پہلے روز ہماری اُستانی نے تمام طلباء کو انگریزی نام دیئے۔ یہ اُن دنوں افریقہ میں رواج تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ برطانویوں کا ہماری تعلیم کے خلاف تعصب تھا۔ مجھے نیلسن کا نام دیا گیا اور مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے میرے لیے اس نام کا انتخاب کیوں کیا۔"

منڈیلا کی عمر جب 19 برس ہوئی تو فورٹ ہیر یونیورسٹی میں اُن کی ملاقات "اولیور ٹامبو" نامی ایک نوجوان سے ہوئی، اور یہ دونوں عمر بھر ساتھ رہے۔ منڈیلا نے اپنی زندگی کی پہلی بغاوت کالج میں فرسٹ ایئر کے اختتام پر یونیورسٹی کی پالیسیوں کے خلاف کی۔ ان سے کہا گیا کہ وہ یا تو طلباء نمائندہ کونسل کے انتخابات کو تسلیم کریں یا پھر کالج چھوڑ دیں۔ منڈیلا نے کالج چھوڑ دیا لیکن تعلیم کا شوق ان کے دل میں برقرار رہا۔ انہوں نے جیل میں رہتے ہوئے یونیورسٹی آف لندن سے، پرائیویٹ طالب علم کے طور پر قانون کی تعلیم حاصل کی۔

نیلسن منڈیلا نے عملی سیاست کا آغاز 1948ء میں اُس وقت کیا جب نسلی امتیاز کی حامی جماعت افریقن نیشنل پارٹی برسرِ اقتدار آئی۔ اس کے بعد 1952ء میں منڈیلا نے اے این سی (افریقن نیشنل کانگریس) نامی پارٹی کی دفاعی مہم اور 1955ء کے کانگریس آف پیوپل کی قیادت کی، جس کے چارٹر آف

فریڈم کی بدولت نسلی امتیاز مخالف مہم کو تقویت ملی۔ اس دوران منڈیلا اور اُن کے ساتھی اولیور ٹامبو نے ایک قانونی فرم چلائی۔

یہ لوگ سیاہ فام باشندوں کو ارزاں قانونی معاونت فراہم کرتے تھے۔ انہی برسوں میں منڈیلا نے اُن قوانین کی بھی سختی سے مخالفت کی، جن کے تحت جنوبی افریقہ کے کچھ علاقے صرف سفید فام باشندوں کے لیے مخصوص کیے گئے تھے، جہاں جانے کے لیے سیاہ فام باشندوں کو دستاویزات دکھانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ انہوں نے پورے ملک کا دورہ کیا اور لوگوں کو ان امتیازی قوانین کے خلاف متحرک کرنے کی کوشش کی۔

نیلسن منڈیلا کی نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد نے انہیں حکمرانوں کا اہم ہدف بنا دیا، جس کے نتیجے میں 1956ء میں اُن پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ اب نہ ہی وہ سفر کر سکتے تھے، نہ ہی کسی سے ملاقات، ان کے تقریر کرنے پر بھی پابندی تھی۔ 5 دسمبر 1956ء کو انہیں 150 ساتھیوں کے ساتھ گرفتار کیا گیا اور ان پر غداری کا الزام عائد کیا گیا۔ یہ قانون خصوصی طور پر نسلی امتیاز کے خلاف متحرک کارکنوں کو ہراساں کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ منڈیلا پر مقدمہ چلتا رہا اور بالآخر 1961ء میں انہیں رہا کر دیا گیا۔

1960ء میں پولیس کی جانب سے نہتے افریقیوں کے قتل عام اور اس کے بعد اے این سی (افریقن نیشنل کانگریس) پر پابندی کے بعد منڈیلا نے اپنی غیر مسلح تحریک کو خیر باد کہہ دیا۔ اب اُن کی زندگی کا مقصد افریقی حکومت کا خاتمہ تھا۔

اس دوران وہ مسلسل روپوشی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اُن کی مسلسل روپوشی اور پولیس کی انہیں گرفتار کرنے میں ناکامی نے انہیں "بلیک پمپرنل" کے نام سے مشہور کر دیا۔ بلیک پمپرنل درحقیقت ایک سویڈش ڈراما فلم ہے جو ہیرالڈ ایڈسٹم نامی سویڈش سفیر پر بنائی گئی

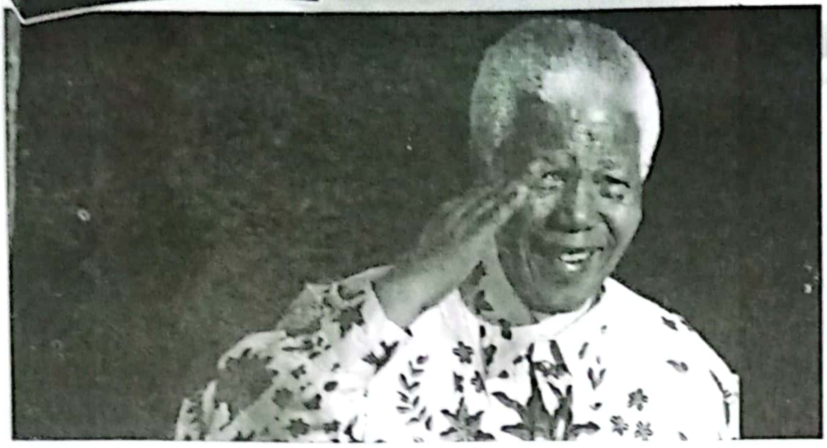

ہے۔ ہیرالڈ ایڈلسٹم چلی کے لیے سویڈن کا سفیر تھا، جس نے 1973ء میں فوجی آمر پنوشے کی حکومت آنے پر 1300 افراد کو اپنے سفارت خانے میں پناہ دی اور اُنہیں سویڈن منتقل کر کے ان کی زندگیاں بچائیں۔

1961ء میں نیلسن منڈیلا اے این سی کے فوجی ونگ کے سربراہ بن گئے۔ 1962ء میں وہ الجیریا گئے جہاں اُنہوں نے گوریلا جنگ اور ہتھیاروں کی تربیت حاصل کی۔ اُن کی افریقہ واپسی کے تھوڑے ہی عرصے بعد 5 اگست 1962ء کو اُنہیں ٹریفک جام کے دوران گرفتار کر کے پانچ برسوں کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ اکتوبر 1963ء میں نیلسن منڈیلا اور ان کے دیگر ساتھیوں پر تخریب کاری اور غداری کا مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمے کے دوران ان کی ایک تقریر جس کا عنوان تھا ''میں مرنے کو تیار ہوں'' نے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

اس تقریر میں اُنہوں نے واضح کیا کہ آخر وہ کیا وجوہات تھیں جن کے باعث اُن کی جماعت، اے این سی، پرامن جدوجہد ترک کر کے اسلحہ اُٹھانے پر مجبور ہوئی۔ اُنہوں نے اپنے مضمون کا اختتام ان الفاظ پر کیا، ''میں نے اپنی زندگی افریقی عوام کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ میں نے سفید فام باشندوں کے غلبے کے خلاف لڑائی لڑی ہے اور میں سیاہ فام غلبے کے بھی خلاف ہوں۔ میں ایک آزاد اور جمہوری معاشرے کا خواہش مند ہوں، جس میں تمام لوگ پیار و محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور اُنہیں مساوی حقوق حاصل ہوں۔ یہی میرا خواب ہے، جس کے لیے میں زندہ ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اسے حاصل کر کے رہوں گا اور اگر اس کے لیے کسی قربانی کی ضرورت ہے تو میں مرنے کو تیار ہوں۔''

12 جون 1964ء کو نیلسن منڈیلا کے ایک کے سوا تمام ساتھیوں کو مجرم قرار دیا گیا، لیکن وہ سزائے موت سے بچ گئے اور انہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ 1964ء سے 1982ء تک 18 برس منڈیلا نے کیپ ٹاؤن کے رابن جزیرے میں قید کاٹی۔ جزیرے پر انہوں نے دیگر قیدیوں کے ساتھ انتہائی سخت تکالیف برداشت کیں۔ جیل کی حالت انتہائی خستہ تھی، قیدیوں کو سیاہ اور سفید میں تقسیم کیا گیا تھا، جہاں سیاہ فام قیدیوں کو بہت کم کھانا دیا جاتا تھا۔ منڈیلا نے لکھا کہ سب سے نچلے درجے کے قیدی کی حیثیت سے اُن کے ساتھ کس قدر اذیت ناک سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اُنہیں ہر چھ ماہ بعد ایک شخص سے ملاقات اور ایک خط لکھنے کی اجازت ہوتی اور باہر سے جب خطوط آتے تو انہیں پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

قید کے دوران نیلسن منڈیلا کی شہرت میں بھرپور اضافہ ہوا اور وہ افریقہ میں اہم ترین سیاہ فام رہنما کے طور پر اُبھرے۔ مارچ 1982ء میں منڈیلا اور اے این سی کے دیگر رہنماؤں کو جزیرہ رابن سے پولسمور جیل منتقل کیا گیا۔ یہ افواہیں گردش کرنے لگیں کہ یہ اقدام جیل میں اعلٰی سیاہ فارم رہنماؤں اور نئے قیدیوں کے درمیان اثر رسوخ روکنے کے لیے اُٹھایا گیا ہے، تاہم نیشنل پارٹی کے ایک وزیر نے ان افواہوں کے جواب میں کہا کہ منتقلی کا مقصد افریقی حکومت اور ان رہنماؤں کے مابین منقطع روابط کو بحال کرنا ہے۔ منڈیلا کی رہائی کے لیے شدید عوامی دباؤ کے باعث فروری 1985ء میں صدر پی، ڈبلیو بوتھا نے منڈیلا کو اس شرط پر رہائی کی پیشکش کی کہ وہ مسلح جدوجہد کو مکمل طور پر ترک کر دے۔

CamScanner

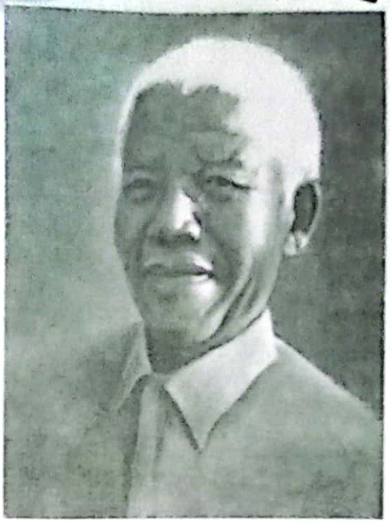

منڈیلا نے یہ پیشکش مسترد کر دی۔ اُن کا کہنا تھا کہ "اس طرح کے مذاکرات کے لیے انسان کا آزاد ہونا ضروری ہے۔"

1989ء میں "منڈیلا کو رہا کرو" کا نعرہ اس قدر مقبول ہوا کہ افریقی حکومت ایک منجدھار میں پھنس گئی۔ اس دوران صدر بوتھا پر فالج کا حملہ ہوا اور اُس کی جگہ فریڈرک ولیم ڈی کلارک کو ملک کا نیا صدر منتخب کیا گیا۔ 1988ء میں منڈیلا کو وکٹر ورسٹر جیل منتقل کیا گیا۔ اس دوران منڈیلا پر کئی پابندیاں اُٹھالی گئیں اور وہ لوگوں سے ملنے لگے۔ نئے صدر نے فروری 1990ء میں نیلسن منڈیلا کی رہائی کا اعلان کیا۔ رہائی کے فوری بعد نیلسن منڈیلا نے اے این سی کی قیادت سنبھالی اور آئندہ چار برسوں میں پارٹی کو عام انتخابات کے لیے تیار کیا۔

27 اپریل 1994ء کو جنوبی افریقہ میں انتخابات منعقد ہوئے۔ ان انتخابات کی خاص بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ اس میں ہر رنگ و نسل کے باشندوں نے ووٹ کا حق استعمال کیا۔ ان انتخابات میں اے این سی نے 62فی صد ووٹ حاصل کیے اور نیلسن منڈیلا 10 مئی 1994ء کو ملک کے پہلے سیاہ فام صدر منتخب ہوئے۔ اپنی مدت صدارت کے دوران اُنہوں نے نسلی امتیاز اور اقلیتی حکمرانی کے خاتمے کو اپنا مقصد اوّلین بنائے رکھا۔ اُن کی سیاہ و سفید فام باشندوں کے مابین مفاہمت کی پالیسی کو عالمی سطح پر زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔

1995ء میں جب جنوبی افریقہ نے رگبی ورلڈ کپ کی میزبانی کی تو منڈیلا نے سیاہ فام باشندوں پر زور دیا کہ وہ اپنی ٹیم کو سپورٹ کریں۔ اُن دنوں سیاہ و سفید فام باشندوں کے مابین بہت بڑی خلیج پائی جاتی تھی۔ افریقی رگبی ٹیم نے جب نیوزی لینڈ کے خلاف تاریخی فتح حاصل کی تو منڈیلا نے اپنے ہاتھوں سے سفید فام کپتان فرانکوائس نینار کو ٹرافی دی۔ اس موقع پر منڈیلا نے رگبی ٹیم کی شرٹ پہن رکھی تھی۔

وہ لوگ جو کبھی سیاہ فام باشندوں کو اپنے پیر کی جوتی سمجھتے تھے اور اُنہیں خدشہ تھا کہ اقتدار ملنے کے بعد یہ لوگ اُنہیں انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنائیں گے، منڈیلا کے اس طرز عمل نے اُن کی سوچ بدل دی۔ منڈیلا اور کپتان فرانکوائس نینار کی اس موقع پر لی گئی تصویر کو افریقہ میں نسلی مفاہمت کی ایک خوب صورت مثال کے طور پر دنیا بھر میں پذیرائی ملی۔

منڈیلا کے دور صدارت میں بڑے پیمانے پر سماجی اور معاشی اصلاحات ہوئیں۔ انہوں نے سیاہ فام کمیونٹی کا معیار زندگی بہتر بنانے کے لیے ہاؤسنگ، تعلیم اور معاشی ترقی کے موثر اقدامات کیے۔ منڈیلا کو جنوبی افریقہ کی دوسری مدت کے لیے صدر بننے کی خواہش نہیں تھی۔ ان کی جگہ 1999ء میں تھابو مبیکی صدر بنے۔

صدر کا عہدہ چھوڑنے کے بعد نیلسن منڈیلا نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن امن، مفاہمت اور سماجی انصاف کا پیامبر بن کر دنیا میں ان کی خدمات جاری رہیں۔ منڈیلا کا شمار ایلڈرز کے بانی ارکان میں بھی ہوتا ہے۔ عالمی رہنماؤں پر مشتمل اس گروپ کا قیام 2007ء میں عمل میں آیا جس کا مقصد دنیا بھر میں مسائل اور تنازعات کو حل کرنا ہے۔

2008ء میں منڈیلا کی 90ویں سالگرہ پر جنوبی افریقہ، برطانیہ اور دنیا کے دیگر ممالک میں منڈیلا کی نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ نیلسن منڈیلا کو اُن کی خدمات پر 250 سے زائد اعزازات سے نوازا گیا ہے، جن میں سب سے قابل ذکر 1993 کا نوبل انعام برائے امن ہے۔ نومبر 2009ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی جانب سے 18 جولائی، نیلسن منڈیلا کی تاریخ پیدائش، کو "یوم منڈیلا" کے طور پر

منانے کا اعلان کیا گیا۔

انسانی حقوق، امن اور سماجی انصاف کے لیے خدمات انجام دینے لگے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے 1999ء میں ''نیلسن منڈیلا فاؤنڈیشن'' بھی تشکیل دی۔ نیلسن منڈیلا 2007ء میں عالمی تنازعات اور مسائل کے حل کے لیے بننے والے مختلف بین الاقوامی نمائندوں کے گروپ ''The Elders'' کے بھی بانی رہنماؤں میں شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کے سابق سیکریٹری جنرل کوفی عنان بھی اس گروہ کا حصہ ہیں۔

2008ء میں ان کی نوے ویں سال گرہ کے موقع پر اس دن کو اقوام متحدہ کے 192 اراکین کی متفقہ قرار داد کے ذریعے منڈیلا کا بین الاقوامی دن قرار دیا گیا اور 18 جولائی 2009ء کو یہ دن پہلی بار منایا گیا۔ انہوں نے اس دن لوگوں سے 67 منٹ تک فلاح عامہ کے لیے کام کرنے کی درخواست کی۔ واضح رہے کہ انہوں نے 67 سال اپنی قوم کے لیے جدوجہد کی تھی اسی مناسبت سے انہوں نے 67 منٹ تجویز کیے۔

سیاست سے کنارہ کشی کے باوجود انہوں نے عراق پر امریکی حملے کی سخت مذمت کی۔ امریکی عوام سے اس امن دشمن اقدام کے خلاف بڑے پیمانے پر احتجاج کا مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے اس وقت کے امریکی صدر

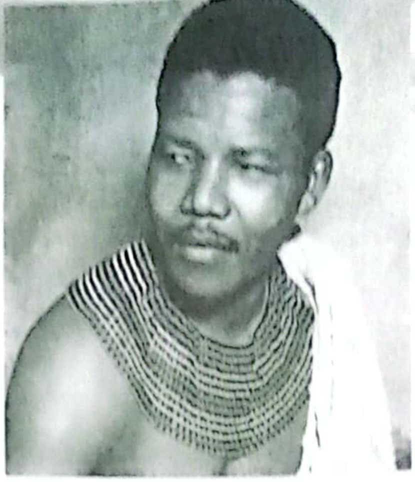

جارج ڈبلیو بش پر سخت تنقید کی۔ یہی نہیں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ویٹو طاقت کے حامل ممالک پر بھی انہوں نے اس جنگ کے خلاف مؤثر حکمت عملی اپنانے پر زور دیا۔

2001ء میں ان کے پھیپھڑوں کے سرطان کی تشخیص کی گئی۔ اقتدار اور سیاست سے علیحدگی کے بعد انہوں نے ایڈز کے مرض کے خلاف بھی آگاہی کے لیے جدوجہد کی اور اس ضمن میں سینکڑوں مہمیں چلائیں۔ جولائی 2004ء میں وہ بنکاک میں منعقدہ عالمی ایڈز کانفرنس میں بھی شریک ہوئے۔ 2006ء میں ان کا ایک بیٹا مک گاتھو (Makgatho) بھی اس مہلک مرض کی نذر ہوا۔

نیلسن منڈیلا نے 2004ء میں خرابی صحت کی بناء پر گوشہ نشین ہونے کا فیصلہ کیا اور کہا کہ اب وہ زیادہ وقت اپنے خاندان کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ بہت کم کسی عوامی تقریب میں دکھائی دیئے۔ جوہانسبرگ میں فٹ بال ورلڈ کپ 2010ء کی اختتامی تقریب، وہ آخری موقع تھا جب نیلسن منڈیلا کسی عوامی تقریب میں دکھائی دیے۔ جنوری 2012ء میں جب پورا افریقہ ''اے این سی'' کی صد سالہ تقریبات کا جشن منا رہا تھا، اُس وقت منڈیلا کی غیر موجودگی نے ان تقریبات کی رونقیں ماند کر دیں۔

اے این سی کے ایک رہنما نے اس موقع پر کہا کہ ''نیلسن منڈیلا گھر پر ہی رہیں گے۔ اُن کی صحت اچھی ہے مگر اُن کی عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے۔'' 2012ء میں نیلسن منڈیلا کی 94 ویں سال گرہ کے موقع پر اسکولوں کے ایک کروڑ بیس لاکھ بچوں نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ 8 جون 2013ء کو انہیں انتہائی تشویش ناک حالت میں پریٹوریا کے ایک ہسپتال منتقل کیا گیا۔

گزشتہ ایک سال سے بھی کم عرصے میں یہ چوتھی مرتبہ ہو رہا تھا کہ انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا ہو لیکن اس مرتبہ ان کی صحت یابی کے امکانات کافی معدوم دکھائی دے رہے تھے۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ وہ ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ منڈیلا صحت یاب ہو جائیں۔ ملک بھر میں اُن کی صحت یابی کے لیے اجتماعی دعائیں ہونے لگیں، لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور بالآخر ڈاکٹروں کی محنت اس مرتبہ رنگ نہ لا سکی اور پھیپھڑوں کا سرطان اُن کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ اور وہ اس جہانِ فانی سے رُخصت ہو گئے۔

CamScanner

چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی

سید عاصم محمود

وطن عزیز کے انیسویں چیف جسٹس، تصدق حسین جیلانی 6 جولائی 1949ء کو بورے والا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد کا تعلق ملتان کے مشہور جیلانی (یا گیلانی) خاندان سے ہے۔ آپ کے والد، مخدوم رمضان شاہ جیلانی اعلیٰ پولیس افسر تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مخدوم رمضان نے مرحوم وزیراعظم پاکستان اور ممتاز بنگالی رہنما، حسین شہید سہروردی کے ساتھ بطور پولیٹیکل سیکرٹری کام کیا۔ چونکہ بچپن ہی میں قانونی معاملات دیکھنے کو ملے، لہٰذا نشوونما پاتے تصدق حسین قانون کے شعبے سے شغف رکھنے لگے۔ سو ایف سی کالج، لاہور سے ایم اے سیاسیات کرنے کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے وکالت کی تعلیم پائی اور وکیل بننے میں کامیاب رہے۔ 1974ء سے ملتان میں وکالت کرنے لگے اور 1976ء میں ہائی کورٹ کے وکیل بن گئے۔ معاملات قانون میں تجربہ پایا تو جولائی 1979ء میں پنجاب حکومت نے آپ کو اپنا اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا۔ یوں آپ سرکاری سیڑھی پہ چڑھتے ہوئے بتدریج اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے لگے۔ اگست 1994ء میں لاہور ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔

جولائی 2004ء میں آپ سپریم کورٹ کے جج بنائے گئے۔ اس حیثیت سے 3 نومبر 2007ء کو ایک آمر کے اشاروں پہ چلنے سے انکار کیا اور اپنی اخلاقی بلندی برقرار رکھی۔ جمہوریت کی بحالی کے بعد آپ ستمبر 2009ء میں دوبارہ سپریم کورٹ کا حصہ بن گئے۔ آپ اگلے سات ماہ تک بہ حیثیت چیف جسٹس اپنی ذمے داریاں انجام دیں گے۔ الجہاد ٹرسٹ کیس (1996ء) کے فیصلے

کی روشنی میں 6 جولائی 2014ء کو عدالت عالیہ کے اگلے سینئر ترین جج، ناصر الملک صاحب پھر یہ معزز عہدہ سنبھالیں گے۔

اپنے مضبوط اور جرأت مندانہ فیصلوں سے عدالتی وقانونی حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جانے والے جسٹس تصدق مجموعی طور پر نرم خو شخصیت اور دھیمے مزاج کے مالک ہیں۔ اسی باعث قانونی حلقوں میں انھیں (Gentleman judge) ''جینٹل مین جج'' کہا جاتا ہے۔ جب سابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی پہ سپریم کورٹ میں مقدمہ چلا، تو آپ کی اخلاقی دیانت کا مظاہرہ دیکھنے کو ملا۔ چونکہ جسٹس تصدق کے سابق وزیراعظم سے خاندانی تعلقات تھے لہٰذا انھوں نے خود کو مقدمے سے الگ کرلیا۔ اس اقدام کو سبھی نے سراہا۔ سپریم کورٹ کے سابق جسٹس ناصر اسلم زاہد کا بھی کہنا ہے: ''تصدق صاحب نرم دل آدمی ہیں۔ فریقین کی باتیں صبر سے سنتے ہیں اور برداشت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔''

ہمارے نئے چیف جسٹس شاعری اور اردو ولوک ادب کی کلاسیکل داستانیں شوق سے پڑھتے ہیں۔ عمدہ فلمیں بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آثار قدیمہ جمع کرنے کے شوقین ہیں۔ شاعری سے دلچسپی رکھنے کے باعث ہی آپ نے سپریم کورٹ آف پاکستان کا انگریزی ترانہ ''Justice for all'' (انصاف سب کے لیے) بڑی خوبصورتی اور مہارت سے تخلیق کیا۔ اس ترانے کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر بند کے آخر میں ''انصاف سب کے لیے'' کا فقید المثال جملہ ضرور آتا اور ہر جج و وکیل کو اپنی بھاری بھرکم ذمے داریاں یاد دلا جاتا ہے۔ یہ ترانہ سپریم کورٹ کے داخلے کی دیوار پہ ثبت ہے۔

جسٹس تصدق حسین صاحب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کتابیں شوق سے پڑھتے ہیں۔ سپریم کورٹ کی لائبریری کے ریٹائرڈ مہتمم، چودھری محمد اسلم نے ایک انٹرویو میں انکشاف کیا کہ جسٹس تصدق ہی کتب خانے کے معاملات سنبھالتے ہیں۔ گویا ان کے دور میں عدالت عظمیٰ کی لائبریری میں قیمتی کتب کا اضافہ ہوگا۔

آپ کو آزاد، متوازن اور اعتدال پسند جج سمجھا جاتا ہے۔ کئی عالمی اور قومی کانفرنسوں میں شرکت کر چکے۔ ان کانفرنسوں میں آپ کی تقاریر کے موضوع انسانی حقوق، معاشرتی انصاف، زبردستی کی شادیاں، رواداری اور بچوں کا اغوا رہے۔ امید ہے، قاضی القضاۃ بن کر تصدق حسین صاحب یہ معروف قول یاد رکھیں گے: ''انصاف فراہم کرنے والی تمام عدالتوں سے ایک بلند و بالا عدالت بھی ہے...... ضمیر کی عدالت! اور یہ سبھی عدالتوں پہ فوقیت رکھتی ہے۔''

نئے آرمی چیف، جنرل راحیل شریف

جنرل راحیل شریف نے پاکستان کے 15ویں آرمی چیف کی حیثیت سے عہدہ سنبھال لیا ہے۔ جنرل اشفاق پرویز کیانی 6 سال تک آرمی چیف کے عہدے پر فائز رہے۔ ان کا دور چیلنجوں سے بھرپور تھا۔ ان کے دور میں ملک میں اہم نوعیت کے واقعات ہوئے ہیں۔ پاکستان پر پچھلے 9 سال سے دہشت گردی کی جنگ مسلط رہی ہے۔ پاکستان کو اس جنگ میں بے پناہ جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

نئی عسکری قیادت کے انتخاب میں سیاسی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر سنیارٹی اور میرٹ کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا گیا۔ جنرل اشفاق پرویز کیانی نے سپہ سالار کی حیثیت سے ملکی سیاست پر انداز ہونے سے گریز کیا بلکہ انہوں نے ملک کی مخدوش سیاسی صورتحال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ انہوں نے مختلف مواقع پر پاکستان میں جمہوری نظام کو مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ جنرل راحیل شریف جو ایک شاندار عسکری پس منظر کے حامل ہیں دھیمے مزاج کی شخصیت ہیں۔ جس طرح جنرل اشفاق پرویز کیانی نے فوج کو سیاست سے الگ رکھا اسی طرح جنرل راحیل شریف بھی فوج کو سیاست سے الگ رکھیں۔

جنرل راحیل شریف پاکستان کے ساتویں فوج کے سربراہ ہیں جنہیں وزیراعظم محمد نواز شریف کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ نئے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف کا تعلق فوجی پس منظر رکھنے والے خاندان سے ہے۔ وہ مطالعے، شکار اور تیراکی کے شوقین ہیں۔ جنرل راحیل شریف 16 جون 1956ء کو کوئٹہ میں میجر محمد شریف کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کے بڑے بھائی میجر شبیر شریف

شہید اور کیپٹن ممتاز شریف ہیں۔ جنرل راحیل شریف نے گورنمنٹ کالج لاہور اور پاکستان ملٹری اکیڈمی سے تعلیم حاصل کی۔1976ء میں کمیشن حاصل کیا اور فرنٹیئر کور رجمنٹ کی سکستھ بٹالین میں شمولیت اختیار کی۔ان کے بڑے بھائی میجر شبیر شریف شہید نے بھی اس بٹالین میں رہتے ہوئے شہادت پائی اور نشان حیدر حاصل کیا۔نوجوان افسر کے طور پر راحیل شریف نے گلگت میں ایک انفنٹری بریگیڈ میں فرائض انجام دیئے اور پاکستان ملٹری اکیڈمی میں ایڈجوٹنٹ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔جرمنی سے انہوں نے کمپنی کمانڈر کورس کیا اور معتبر ادارے اسکول آف انفینٹری اینڈ ٹیکٹکس میں انسٹرکٹر کے طور پر فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج کینیڈا سے امتیازی حیثیت میں گریجویشن کیا۔جنرل راحیل شریف کو کمانڈ، اسٹاف اور انسٹرکشنل عہدوں پر کام کا وسیع تجربہ ہے۔انہوں نے ایک انفنٹری بریگیڈ کے بریگیڈ میجر کے طور پر کام کیا جبکہ لائن آف کنٹرول اور سیالکوٹ کی سرحد کے قریب دو انفنٹری یونٹوں کی کمانڈ بھی کی۔وہ کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج کوئٹہ کی فیکلٹی میں بھی رہے اور1998ء میں نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی اسلام آباد سے آرمڈ فورسز وار کورس کیا۔ بریگیڈیئر کے طور پر انہوں نے دو انفنٹری بریگیڈ کی کمانڈ کی جبکہ انہیں دو کور کا چیف آف اسٹاف رہنے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔جنرل راحیل شریف رائل کالج آف ڈیفنس اسٹڈیز برطانیہ کے بھی گریجویٹ ہیں۔وہ ایک انفنٹری ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ اور پاکستان ملٹری اکیڈمی کے کمانڈنٹ بھی رہے۔لیفٹیننٹ جنرل کے طور پر انہوں نے دو سال تک 30 کور کے کور کمانڈر کے طور پر فرائض انجام دیئے جس کے بعد انہیں انسپکٹر جنرل ٹریننگ اینڈ ایویلوایشن (Training and Evaluation) تعینات کردیا گیا۔جنرل راحیل شریف کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔جنرل راحیل شریف کو ان کی گراں قدر خدمات کے صلے میں ہلال امتیاز ملٹری کا اعزاز بھی عطا کیا گیا ہے۔

میاں نواز شریف نے آئین کے تحت حاصل اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے نئی عسکری قیادت کی تقرری کا فیصلہ کیا ہے۔وزیراعظم نواز شریف کے اس فیصلے سے عسکری حلقوں میں مثبت پیغام پہنچا ہے۔جنرل راحیل شریف کے قریبی حلقوں کا کہنا ہے کہ وہ اوّل و آخر سپاہی ہیں۔ان کے کوئی سیاسی عزائم نہیں۔وہ جنرل اشفاق پرویز کیانی کی قائم کی ہوئی روایات کو برقرار رکھیں گے۔وہ پاکستان میں رائج جمہوری نظام کو مستحکم کریں گے اور اپنے دائرے میں رہ کر کام کریں گے۔وہ فوج کے ادارے کی کارکردگی کو مزید فعال اور متحرک بنائیں گے۔

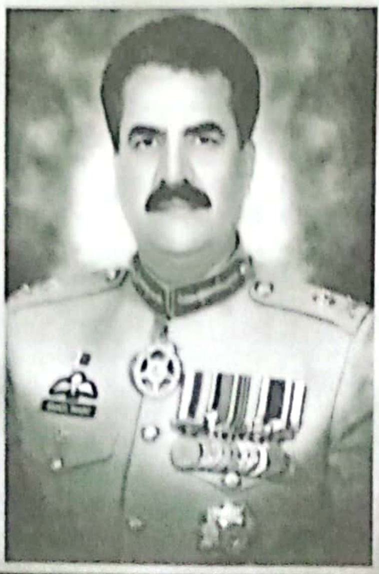

CamScanner

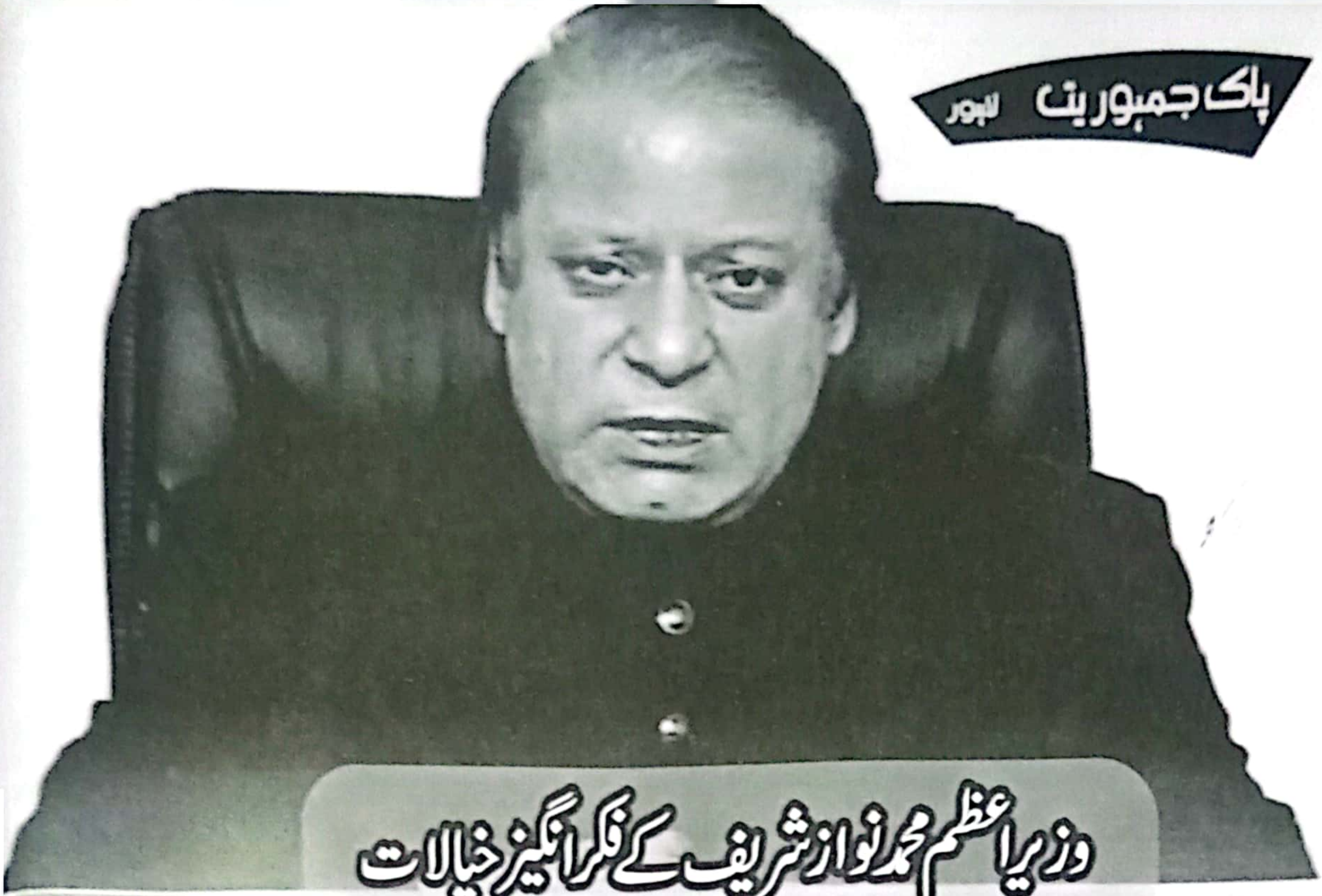

وزیراعظم محمد نواز شریف کے فکرانگیز خیالات

بین الاقوامی امور کے نشیب وفراز پر نگاہ رکھنے والے مبصرین اس امر پر متفق ہیں کہ موجودہ دور میں مختلف ممالک اور اقوام کے درمیان تنازعات کے حل کا اثرانگیز اورنتیجہ خیز راستہ باہمی مذاکرات ہیں۔ اس بات پر بھی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ عسکری تصادم اور مداخلت کسی مسئلہ کا دیرپا اور ثمر بار حل نہیں ہوتے۔ معاصر تاریخ میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ویتنام کی جنگ ہو یا افغانستان میں غیرملکی مداخلت کا معاملہ ہو، ہر بار اور ہر جگہ آخری مرحلہ پر کامیابی کے لئے مذاکرات ہی سودمند اور کارگر تصور کئے گئے۔ وزیراعظم میاں نواز شریف اپنے تجربہ کی بنیاد پر ہمیشہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ تنازعات کے حل کے لئے بات چیت کا راستہ اختیار کیا جانا چاہیے۔ اس حوالہ سے وہ گاہے بگاہے اپنے خیالات کا اظہار نہایت دوٹوک الفاظ میں کرتے ہیں۔ ان کو اس بات کا بھی بخوبی احساس ہے کہ پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات میں بہتری لائے بغیر قومی خودمختاری اور ملکی سلامتی کو یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔

گذشتہ پانچ ماہ کے دوران حکومت کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ وہ وطن عزیز کے پڑوسی ممالک، خاص طور پر بھارت کے ساتھ باہمی تعلقات کو استحکام اور گہرائی سے ہمکنار کرے۔ حال ہی میں اسلام آباد میں بھارتی ہائی کمشنر ڈاکٹر راگھون سے ملاقات کے دوران وزیراعظم نواز شریف نے حسب روایت اپنے فکر انگیز خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بھارت تاریخ کا غیرضروری بوجھ اتار کر تعلقات بہتر بنائیں۔ دونوں ملکوں کے پاس امن کے ساتھ رہنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ بھارت کے ساتھ تمام مسائل سے برابری کی بنیاد پر بات چیت کے ذریعے پرامن اور سفارتی انداز میں نبردآزما ہونا ہوگا۔ ہم بھارت سے تمام تصفیہ طلب مسائل کا پرامن حل چاہتے ہیں۔ لائن آف کنٹرول پر دونوں ممالک سیزفائر معاہدے کی پاسداری کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ دونوں ممالک کے قریب آنے سے خطے میں خوشحالی کا نیا دور شروع ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مذاکراتی عمل جلد شروع ہونا ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔ انہوں نے بھارت کو نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر کی سطح پر نظام بنانے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور بھارت کو دہشت گردی سے متعلق معاملات پر بات چیت کے لئے دونوں ممالک کے قومی سلامتی کے مشیروں کے درمیان ملاقاتوں کے طریقہ کار کو ادارہ جاتی شکل دینی چاہیے۔ اس سے دونوں اطراف کے خدشات دور کرنے میں مدد ملے

گی۔اسی طرح ایل او سی میٹنگز کے بارے میں موجودہ نظام کو مزید تقویت دینے کی ضرورت ہے۔ دونوں اطراف کے ڈی جی ایم اوز کو ملاقات کرنی چاہیے تا کہ مستقبل میں ایسے واقعات پیش نہ آئیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ لائن آف کنٹرول پر موجودہ صورت حال اطمینان بخش ہے۔ پاک بھارت ڈی جی ملٹری آپریشنز کو جلد باہمی رابطہ کر کے کسی ناخوشگوار صورتحال سے بچنا چاہیے اور ڈی جی ملٹری آپریشنز کے موجودہ نظام کو مزید مضبوط کرنا چاہیے۔ دونوں ممالک کے نیشنل ایڈوائزرمل کر بیٹھیں اور ڈی جی ملٹری آپریشنز کے نظام کو مزید مضبوط اور موثر بنائیں۔ جدید اور نئے نظام سے دہشت گردی سے نمٹنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ تعلقات معمول پر لانے کا عمل پٹڑی پر گامزن رہنا چاہیے۔ ہمیں تاریخ کے غیر ضروری بوجھ، موجودہ بے اعتمادی اور لچک کے فقدان کو ایک طرف رکھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ دریں اثناء غیر ملکی سفیروں کے ایک گروپ کے اعزاز میں دیئے گئے ظہرانے سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان افغانستان میں امن کی کوششوں کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور اس مقصد کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرے گا۔ ہم نے پاکستان کو انتہا پسندی اور دہشت گردی سے نجات دلانے کا عزم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بھرپور صلاحیتوں کا حامل ملک ہے، جن سے ابھی تک ہم نے حقیقی استفادہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان صلاحیتوں کے فروغ، استفادہ اور مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا کے ساتھ قریبی طور پر کام کرنے کے خواہاں ہیں۔ وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ ہم نے پاکستان کو انتہا پسندی اور دہشت گردی سے نجات دلانے کا عزم کر رکھا ہے اور یہ مسئلہ انتہائی پیچیدہ نوعیت کا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ پاکستان کا تشخص بہتر ہوگا اور اسے درست طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد غیر ملکی سفیروں کو پاکستان کے بارے میں اچھی آگاہی ہوگی۔ نواز شریف نے کہا کہ افغانستان کی صورت حال نئے نازک دور میں داخل ہو رہی ہے۔ پاکستان نیٹو فورسز کے افغانستان سے پرامن انخلاء کے لئے پرعزم اور کوشاں ہے۔

وزیراعظم کو جب بھی موقع میسر آتا ہے تو وہ قومی امور کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار دو ٹوک اور واضح انداز میں کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال اس وقت مشاہدہ کی گئی جب اسلام آباد میں پاکستان میں یورپی ممالک کے سفیروں کے اعزاز میں دیئے گئے ظہرانے سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان تجارت، سرمایہ کاری، توانائی، انفراسٹرکچر، تعلیم اور انسانی وسائل کی ترقی سمیت بنیادی اہمیت کے حامل تمام شعبوں میں یورپی شراکت داروں کے ساتھ اپنے تعاون کو مزید تقویت دینے کا خواہاں ہے۔ ہم پاکستان کو جی ایس پی پلس مرتبہ دیئے جانے کے حوالہ سے پیش رفت پر مطمئن ہیں اور یورپی ممالک کے ساتھ مل کر کام کرنے کے خواہاں ہیں۔ ہم جاری ڈرون حملوں کے منفی اثرات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ ہم بین الاقوامی برادری کو ان حملوں کے اثرات سے آگاہ کر کے اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ دہشت گردی کی روک تھام کے ایسے طریقے تلاش کئے جائیں جو منفی اثرات کے حامل نہ ہوں۔

وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ ہم پاکستان کو دہشت گردی اور انتہا پسندی سے نجات دلانے کے لئے پرعزم ہیں، یہ مسئلہ پیچیدہ نوعیت کا ہے اور اس کی جڑیں گزشتہ تین دہائیوں سے عالمی علاقائی اور مقامی جہتوں کے حامل واقعات میں پیوست ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان چیلنجوں سے نمٹنے کا بہتر طریقہ قومی اتفاق رائے ہے جو ہم کل جماعتی کانفرنس، پارلیمانی قراردادوں سمیت مختلف فورموں کے ذریعے پیدا کر رہے ہیں۔

ہماری اوّلین خارجہ پالیسی ترجیحات میں بھارت سمیت تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ باہمی عزت واحترام پر مبنی اچھے ہمسائیگی، دوستانہ اور معاون تعلقات پر استوار کرنا شامل ہیں۔

وزیراعظم نے سفیروں کو بتایا کہ ہمارے ابتدائی

CamScanner

اقدامات اقتصادی استحکام پر مرکوز ہیں، ہم نے جامع ترقیاتی منصوبہ وژن 2025ء وضع کیا ہے جس کا مقصد ملک کو پائیدار ترقی، امن اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ ظہرانہ میں برطانیہ کے ہائی کمشنر، فرانس، اٹلی، جرمنی، جمہوریہ چیک، سپین، ہنگری، یونان، رومانیہ، بیلجیئم، ڈنمارک، ہالینڈ، سویڈن، پرتگال، پولینڈ کے سفیروں کے علاوہ پاکستان میں یورپی یونین کے سفیر نے شرکت کی۔ دریں اثناء ایشیائی پارلیمانی اسمبلی میں شریک مندوبین کے اعزاز میں استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے ایشیائی ممالک کے درمیان معیشت، تجارت اور توانائی سمیت مختلف شعبوں میں تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم افغانستان اور بھارت سمیت تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کے خواہاں ہیں۔ عوام امن، سلامتی، استحکام اور بچوں کا محفوظ اور خوشحال مستقبل چاہتے ہیں۔ ہمیں ماضی کو بھول کر مستقبل کی طرف دیکھنا ہوگا۔ ہم ملک کو درپیش چیلنجوں کے حل کے لئے کام کر رہے ہیں اور پارلیمنٹ نے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے قومی اتفاق رائے پیدا کیا ہے۔ ہم توانائی کی قلت پر قابو پانے، براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافے، ملکی وسائل کو بروئے کار لانے اور شرح نمو میں اضافہ کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایشیائی پارلیمانی اسمبلی جیسے علاقائی پارلیمانی فورمز توانائی، شرح نمو اور ماحولیات جیسے بنیادی مسائل سے نمٹنے کے لئے مشترکہ حکمت عملی تیار کرنے کے حوالے سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق 2050ء تک ایشیاء میں فی کس آمدنی 6 گنا اضافے کے ساتھ یورپ کی سطح پر پہنچ سکتی ہے اور اسی سال عالمی ڈی جی پی میں اس کا حصہ 2 گنا ہو سکتا ہے۔ اگر صورت حال ٹھیک رہی اور ایشیائی ممالک نے اپنی ترقی کی شرح برقرار رکھی تو 2050ء تک کوئی ایشیائی ملک غریب نہیں رہے گا۔ پاکستان دنیا کی دو بڑی منڈیوں کا سنگم ہے اور جنوبی ایشیاء، مشرقی ایشیاء اور مشرق وسطیٰ کے تین ارب افراد کو جوڑنے کا ذریعہ ہے۔ ہم چین سے بحیرہ عرب تک اقتصادی راہداری قائم کر رہے ہیں۔ ہم وسطی ایشیاء کے وسیع وسائل اور چین کو بین الاقوامی اقتصادی دھارے سے جوڑنے کا ذریعہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم "کاسا 1000" منصوبے اور ترکمانستان، افغانستان، بھارت، پاکستان گیس پائپ لائن منصوبے پر کام کر رہے ہیں جس سے علاقہ میں خوشحالی اور استحکام آئے گا۔ پاکستان ایشیائی ممالک کے ساتھ باہمی تعاون اور تجارت کو فروغ دینے کا خواہاں اور چین اور آسیان ممالک کے ساتھ مل کر خطے کی ترقی کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ ان احوال کی روشنی میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کے فکر انگیز خیالات وطن عزیز کی خارجہ پالیسی اور خاص طور پر پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں قوم کے طرز احساس کے آئینہ دار ہیں۔ یہ حقیقت بھی کسی تشریح اور تفصیل کی محتاج نہیں ہے کہ ہم پاکستانی امن پسند ہیں اور امن کے متمنی ہیں لیکن جب سوال ہماری خودمختاری اور آزادی کا ہوگا تو ہم کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان دوستانہ تعلقات اور پرامن ماحول نہ صرف ان دونوں ممالک کی ترقی اور یہاں کے عوام کی خوشحالی کی ضمانت ہیں بلکہ یہ عالمی امن کے قیام کو مستحکم بنانے کے ضمن میں بھی کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

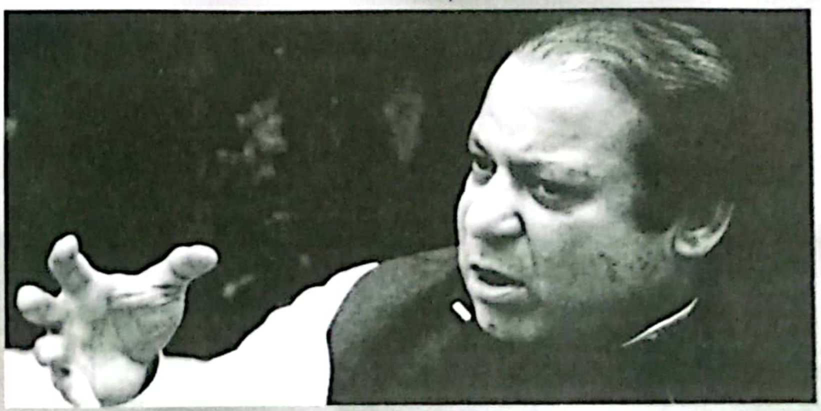

جی ایس پی پلس، پہلی معاشی خوشخبری

عطاء اللہ

طویل عرصہ سے معاشی مشکلات کے بوجھ تلے دبے ہوئے عوام کے لئے یہ خبر اطمینان کا باعث ہوگی کہ یورپی پارلیمنٹ نے پاکستان کو جی ایس پی پلس کا درجہ دے دیا ہے اس کے نتیجے میں پاکستان 2017ء تک 27 یورپی ملکوں کو ٹیکسٹائل مصنوعات چمڑے کا سامان اور بعض دوسری اشیا ڈیوٹی اور ٹیکس کے بغیر برآمد کر سکے گا وزیراعظم نواز شریف نے یورپی یونین کی جانب سے پاکستان کو تجارتی مراعات ملنے پر قوم کو مبارک باد دی ہے اور کہا ہے کہ یہ درجہ ملنے سے پاکستان عالمی منڈیوں میں ایک ارب ڈالر سے زیادہ کی مصنوعات برآمد کر سکے گا ملک میں معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوگی اور روزگار کے مزید مواقع پیدا ہوں گے گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور کا کہنا ہے کہ اس فیصلے سے آئندہ چار سال میں ہماری برآمدات کا حجم 13 ارب سے بڑھ کر 26 ارب ڈالر تک پہنچ جائے گا وزارت تجارت کے ایک اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ یورپی منڈیوں میں رسائی ملنے سے اگلے سال کے اختتام تک ہماری برآمدات میں ایک ارب ڈالر کا اضافہ ہوگا اور مینوفیکچرنگ کے شعبے میں بیروزگار افراد کو صرف ایک سال میں ایک لاکھ نئی نوکریاں

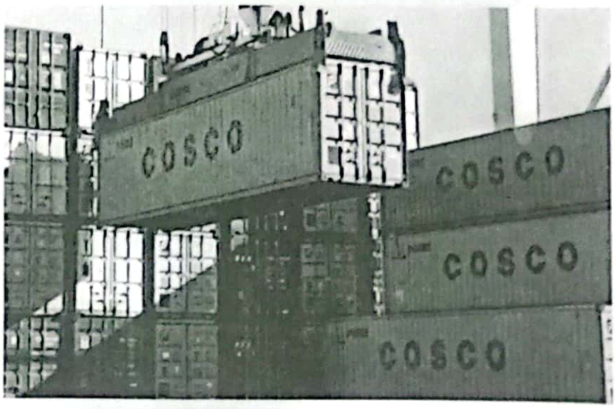

ملیں گی پاکستان ایک عرصہ سے عالمی منڈیوں تک رسائی کا حق مانگ رہا تھا۔

وزیراعظم نواز شریف نے دورہ امریکہ کے دوران بھی امریکی صدر سے کہا تھا کہ پاکستان امداد لینے کی بجائے تجارت بڑھانے کا متمنی ہے اور اس سلسلے میں اسے امریکہ اور یورپی ممالک کی منڈیوں تک رسائی کے لئے تجارتی مراعات کی ضرورت ہے موجودہ حکومت نے برسراقتدار آتے ہی بیرونی ممالک خصوصاً یورپی ملکوں میں اپنے سفارتخانوں کو متحرک کیا اور بالآخر یورپی یونین کو برآمد کی جانے والی 90 فیصد سے زائد مصنوعات پر ٹیکس اور ڈیوٹی ختم کرانے میں کامیاب ہوگئی اس کا سب سے زیادہ فائدہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کو پہنچے گا ایسے حالات میں جب ملکی برآمدات کا گراف مسلسل گر رہا ہے غیرملکی زرمبادلہ کے ذخائر تاریخ کی سب سے نچلی سطح پر آ گئے ہیں ڈالر کی قیمت بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہے اور توانائی کے بحران کی وجہ سے ٹیکسٹائل انڈسٹری سمیت کئی صنعتوں کا پہیہ رکنے لگا ہے۔ یورپی ملکوں کی منڈیوں میں پاکستانی مصنوعات کی ڈیوٹی فری برآمد یقیناً بہت بڑی کامیابی ہے اور اس حوالے سے حکومتی حلقے کریڈٹ لینے میں حق بجانب بھی ہیں۔ کیونکہ پاکستان کو تجارتی منڈی کے حوالے سے ایسی کامیابی ہوئی ہے جس کے لئے کافی عرصے سے کوششیں کی جا رہی تھی تاہم صورتحال کا یہ پہلو نظرانداز نہیں کیا

جانا چاہئے کہ گیس اور بجلی کے بحران کی وجہ سے ہماری صنعتیں خصوصاً ٹیکسٹائل انڈسٹری جو برآمدات بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے پوری طرح فعال نہیں اس لئے پیداواری عمل بڑھانے کے لئے حکومت کو بجلی، گیس اور توانائی کے دوسرے وسائل کی بلاتعطل فراہمی یقینی بنانا ہوگی پھر یورپی ممالک نے جی ایس پی پلس کے درجے کے لئے پاکستان پر کئی شرائط عائد کی ہیں اور پاکستان نے انہیں قبول بھی کیا ہے ان میں شہری آزادیوں، گڈ گورننس، لیبر اور ماحولیاتی معیارات کی پابندی سرفہرست ہے اس کے علاوہ انسداد دہشت گردی، ایٹمی پھیلاؤ کی روک تھام اور علاقائی تعاون بڑھانے کی شرائط بھی لگائی گئی ہیں۔

جی ایس پی پلس کے ثمرات سمیٹنے کے لیے پاکستان کو سماجی تحفظ اور انسانی حقوق کے 27 بین الاقوامی کنونشنز پر بھی سختی سے عمل درآمد کرنا ہوگا جن میں لیبر رائٹس، ماحولیات اور گڈ گورننس کے کنونشنز شامل ہیں انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے بنیادی اصولوں کے تحت صنعتوں اور کارخانوں میں یونین سازی، اجتماعی مفاد کیلیے سودا کاری کو یقینی بنانا ہوگا جبکہ جبری یا رضاکارانہ مشقت، چائلڈ لیبر، کام کی جگہ پر جنس رنگ و نسل عقیدے کی بنیاد پر امتیازی طرز عمل کو ختم کرنا ہوگا مذکورہ 27 کنونشنز کی خلاف ورزی کی صورت میں یورپی یونین پاکستان کو دی جانے والی اس سہولت پر نظر ثانی کی مجاز ہے۔ سماجی تحفظ انسانی حقوق اور لیبر رائٹس پر عمل درآمد کے لیے انڈسٹری اور حکومت کو مشترکہ فریم ورک تیار کرنا ہوگا۔ معاشی تجزیہ نگار محمد سہیل نے یورپی یونین کی جی ایس پی پلس سہولت کی راہ میں توانائی کے بحران کو سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ توانائی کی دستیابی کے ساتھ انرجی ٹیریف بھی اہم مسئلہ ہے۔

یورپی یونین کو برآمدات بڑھانے اور سہولت سے بھرپور استفادہ کرنے کیلیے امن و امان لازمی ہے تاکہ بیرونی خریدار پاکستان آسکیں۔ ایمرجنگ اکنامکس ریسرچ کے مینجنگ ڈائریکٹر مزمل اسلم نے جی ایس پی پلس سے ملنے والی ٹیریف رعایت مسابقت کی نظر ہونے کا خدشہ ظاہر کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ پاکستانی ایکسپورٹرز نے قومی حکمت عملی اختیار نہ کی تو ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کیلیے ٹیرف کی رعایت کا فائدہ یورپی درآمد کنندگان کو فائدہ پہنچے گا۔

پاکستانی کنندگان کے مارجن میں اب کافی گنجائش ہے اور حریف تجارتی ملکوں سے بھی مسابقت آسان ہے تاہم انفرادی فائدہ اٹھانے کے لیے مصنوعات کی ایکسپورٹ پرائس کم کرنے سے پاکستان کو نقصان ہوگا اور برآمدات میں اضافے کے اندازے غلط ہوجائیں گے، ٹیکسٹائل اور گارمنٹ مصنوعات کا معیار بہتر بنانے اور پیداواری لاگت کم رکھنے کے لیے اعلیٰ معیار کی خام کپاس کا حصول ناگزیر ہے۔

سارک چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے نائب صدر افتخار علی ملک نے جی ایس پی پلس کا بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے مصنوعات کے معیار کو بہتر بنانے پر زور دیا ہے انھوں نے پاکستانی انڈسٹری پر زور دیا کہ ایسی مصنوعات تیار کی جائیں جو یورپی یونین کے معیار کے مطابق ہوں۔ سائٹ ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری کے چیئرمین یونس ایم بشیر نے کہا کہ ملک میں جاری توانائی کا بحران اور امن و امان کے مسائل پیداواری سرگرمیوں میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یورپی یونین کی جانب سے ملنے والی اس رعایت کے فوائد سمیٹنے میں بھی مشکلات کا سامنا ہوگا، انھوں نے تجویز دی کہ یورپی یونین کے لیے پاکستان میں خصوصی اکنامک زون قائم کیے جائیں۔ وفاق ایوان ہائے صنعت و تجارت پاکستان کے قائم مقام صدر اظہر سعید بٹ نے کہا ہے کہ جی ایس پی کی سہولت سے استفادہ کرنے کے لیے پیداواری سرگرمیوں کا بلاتعطل جاری رہنا ناگزیر ہے اس سہولت سے سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہوگا جبکہ بنگلہ دیش اور ملائیشیا منتقل ہونے والی صنعتیں بھی پاکستان واپس آنے پر مجبور ہوں گی۔

فیصلے سے یورپی یونین کی طرف سے

ٹیکسٹائل مصنوعات پر عائد 9.6 فیصد ٹیکس ختم ہو جائے گا اور یورپی یونین کے لیے ٹیکسٹائل برآمدات 1 ارب ڈالر سے تجاوز کر جائیں گی اور یہ درجہ ملنے سے پاکستان میں نئی ملازمتوں کے 1 لاکھ مواقع پیدا ہوں گے۔ پاکستان کا شمار دنیا کے ان 10 ممالک میں ہوتا ہے جنہیں یورپی کمیشن نے جی ایس پی پلس کے لئے تجویز کیا۔ سرکاری مؤقف ہے کہ وہ تجارت، برآمدات، معاشی ترقی اور صنعتی شعبوں کی بہتری کے لیے جامع حکمت عملی کے تحت کام کر رہی ہے جس کے ثمرات جلد حاصل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ جی ایس پی پلس مراعات حاصل ہونے سے ملک میں سرمایہ کاری بڑھے گی اور ٹیکسٹائل فیکٹریاں بند کرنے والے دوبارہ لگن اور محنت سے اپنا کام شروع کر سکیں گے۔ پاکستان سے اب خام مال کے بجائے ٹیکسٹائل مصنوعات برآمد کی جا سکیں گی جس سے ملکی معیشت کی ترقی میں مدد ملے گی، ٹیکسٹائل کے شعبے کو توانائی کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں جن کے مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔ یورپین یونین نے 75 پاکستانی مصنوعات کی برآمدات پر رعایت دی ہے جو قابل ستائش ہے اور ان مصنوعات کی برآمدات سے پاکستان کو 537 ملین ڈالرز حاصل ہوئے ہیں۔ جی ایس پی پلس کی سہولت حاصل ہونے کے بعد پاکستان یورپی یونین کا بڑا تجارتی شراکت دار بن گیا ہے اور پاکستان و یورپی یونین کی دوطرفہ تجارت کو 10 ارب یورو تک بڑھایا جاسکے گا جبکہ پاکستان کے زرعی اور ماہی گیری کے شعبوں کی برآمدات میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔

جی ایس پی پلس کے حصول کے بعد پاکستان اور یورپی یونین کے ممالک کے نہ صرف تجارتی تعلقات میں وسعت آئے گی بلکہ اس سے اقتصادی و سیاسی روابط میں بھی استحکام پیدا ہوگا۔ جی ایس پی پلس کے حصول سے غربت کے خاتمے میں مدد ملے گی اور پائیدار اقتصادی ترقی کے اہداف کے حصول میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ گورننس کی بہتری میں مدد ملے گی جس سے تجارتی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ آئندہ سال جی ایس پی پلس اسٹیٹس کے اطلاق سے ملک کے ٹیکسٹائل، زراعت اور ماہی گیری کے شعبوں کو نمایاں فروغ حاصل ہوگا۔ یورپی منڈیوں میں پاکستانی پھلوں اور سبزیوں کی طلب مسلسل بڑھ رہی ہے۔

اس وقت پاکستان یورپی ممالک کو پھلوں، سبزیوں سمیت آم، کینو، کھجور، پیاز، مشروم، لہسن اور مرچیں برآمد کرتا ہے جبکہ دبئی کے بعد برطانیہ پاکستانی آم کا دوسرا بڑا درآمد کنندہ ہے۔ یورپی یونین نے سمندری خوراک کی درآمد پر عائد پابندی 6 سال کے بعد ختم کر دی ہے جس سے ملک کی سمندری خوراک کی برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوگا۔ پاکستان اپنی سمندری خوراک کی برآمدات کا 26 فیصد حصہ یورپ کو برآمد کرتا ہے۔ پاکستان کے زرعی شعبے کی صلاحیتوں سے استفادے کے لئے عالمی سرمایہ کار گہری دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے ہیں جس سے ڈیری اور لائیوا سٹاک کے شعبوں میں نمایاں ترقی ہوگی۔ جلد خراب ہونے والی مصنوعات کی شیلف لائف میں اضافہ کے لئے انفرااسٹرکچر کی سہولیات میں بہتری پیدا ہوگی۔ پاکستان میں 180 ملین سے زائد آبادی کے لئے پھل اور سبزیاں پیدا کی جارہی ہیں جو نہ صرف ملکی ضروریات کو پورا کرتی ہیں بلکہ زائد از ضرورت مصنوعات کی برآمدات سے قیمتی زرمبادلہ بھی کمایا جارہا ہے جبکہ حلال فوڈز اور دودھ کی مصنوعات کے شعبوں میں بھی ملکی کارکردگی متاثر کن ہے۔ سرکاری اداروں کی ترقی اور استعداد کار میں بہتری کے لئے یورپی ممالک سے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ کے تجربات سے استفادہ کر کے سرکاری اداروں کی کارکردگی میں نمایاں بہتری کی جاسکتی ہے۔ جی ایس پی پلس کا درجہ ملنے سے پاکستان کی برآمدات میں اضافہ ہوگا۔

CamScanner

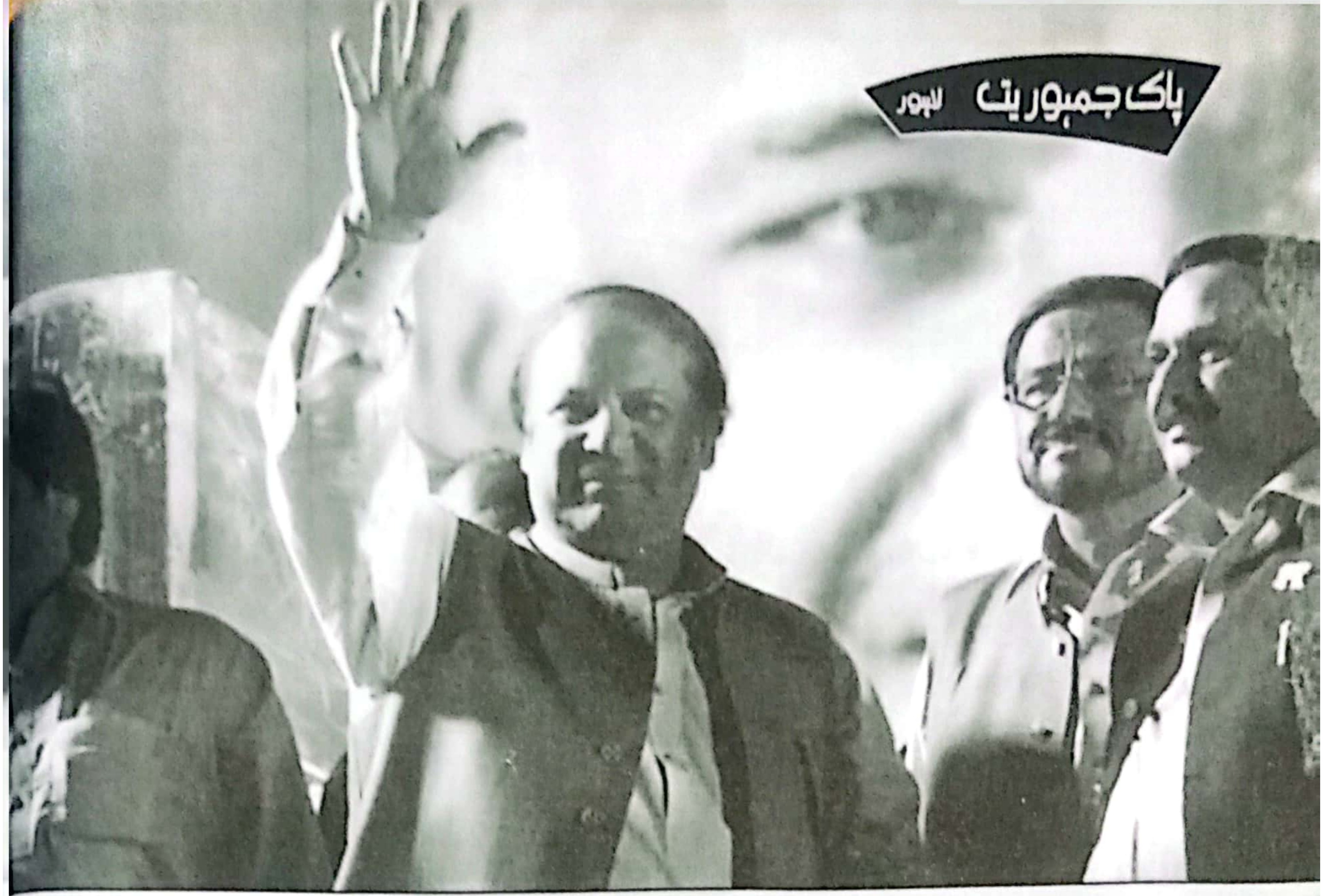

قوم کے مستقبل پر اعتماد، وزیراعظم قرضہ سکیم

رؤف طاہر

ادھر 7 دسمبر کا سورج غروب ہو چکا تھا، ادھر پرائم منسٹر آفس میں قومی افق پر ایک نئی صبح کے آثار ہویدا ہو رہے تھے۔ یہ رواں مالی سال میں، جس کے پانچ ماہ گزر چکے اور سات ماہ باقی ہیں، ایک لاکھ نوجوانوں کو آسان شرائط پر قرضوں کی فراہمی کی اسکیم کی تقریبِ افتتاح تھی۔ وزیراعظم گزشتہ روز گلگت بلتستان کونسل کے اجلاس میں اس کی کچھ تفصیلات بیان کر چکے تھے۔ وہ جو ایک ضرورت مند لیکن خوددار شخص نے کہا تھا، جناب! مجھے مچھلی نہ دیں، مچھلی پکڑنے کے قابل بنا دیں، مچھلی پکڑنے کا طریقہ بتا دیں اور اس کے لئے ڈور اور کانٹا فراہم کر دیں۔ نوجوانوں کے لئے وزیراعظم کی بزنس لون اسکیم اسی فلسفے پر مبنی ہے کہ نوجوان بنک سے آسان شرائط پر قرضہ حاصل کریں۔ اسے اپنی مہارت اور پسند کے کاروبار میں لگائیں۔ اپنا گھر بھی چلائیں اور اپنے کاروبار کے ذریعے دیگر بیروزگاروں کو بھی روزگار فراہم کریں۔ نوجوانوں کے لئے اس اسکیم کے مہمانانِ خصوصی بھی نوجوان ہی تھے چنانچہ روایتی پروٹوکول کے برعکس وزرا، دیگر حکومتی عہدیداروں اور میڈیا والوں کی نشستیں پیچھے تھیں۔ اگلی قطاریں نوجوانوں کے لئے مخصوص تھیں۔ ان میں پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے علاوہ آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور فاٹا کی بھی بھرپور نمائندگی تھی۔ نوجوانوں اور خصوصاً بیروزگار نوجوانوں کی قسمت سنوارنا نواز شریف کی زیرِ قیادت مسلم لیگ (ن) کی ترجیحات میں ہمیشہ بہت اہم رہا کہ یہی نوجوان ملک کا مستقبل ہیں۔

پاکستان کے سنگین مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اپنی زندگی کے آخری ایام میں نوابزادہ نصراللہ خان کہا کرتے تھے، ملک ''ان گورن ایبل'' ہوتا جا رہا ہے۔ نوابزادہ صاحب کے انتقال کو دس سال گزر گئے اور ان دس برسوں میں حالات کہیں زیادہ ابتر ہو گئے ہیں چنانچہ دہشت گردی، ہانپتی کانپتی معیشت، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی مہنگائی، بیروزگاری اور بے کاری، بدترین حکمرانی، کھلی بدعنوانی اور بدامنی جیسے مسائل کے عفریت تھے جو 11 مئی کے انتخابات کے بعد برسرِ اقتدار آنے والی حکومت کے لئے منہ پھاڑے کھڑے تھے۔ پاکستان کے بدخواہوں کے لئے یہ ایک ناکام ریاست تھی۔ جبکہ قدرے ہمدردی کا جذبہ رکھنے والوں کے خیال میں پاکستان ابھی ناکام ریاست تو نہیں البتہ ''ناکام ہوتی ہوئی'' ریاست ضرور تھا۔ چنانچہ نواز شریف یہ بات تکلفاً نہیں کہہ رہے تھے کہ ان حالات میں وزارت عظمٰی کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے قبل انہوں نے سو بار سوچا تھا۔ چار سو ملبہ ہی ملبہ تھا اور اس پر نئی عمارت اٹھانے کے لئے تعمیر نو کے جذبے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ان حوصلہ شکن حالات میں حکومتی ذمہ داریاں سنبھالنا بلاشبہ بڑے ہی دل گردے کا کام تھا۔ گزشتہ دو ادوار میں (جو اگرچہ نامکمل رہے تھے) نواز شریف حکومت کی کارکردگی کے باعث عوام نے اب پھر نواز شریف کی زیرِ قیادت مسلم لیگ پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ ان میں نوجوانوں کی بڑی تعداد بھی تھی۔ 16 سے 24 سال کے 37 فیصد نوجوانوں نے مسلم لیگ (ن) کو، 26 فیصد نے تحریکِ انصاف کو اور 16 فیصد نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے تھے۔ 25 سے

29 سال کے ووٹوں میں 30 فیصد مسلم لیگ (ن)، 22 تحریکِ انصاف اور 19 فیصد نے پیپلز پارٹی کے حصے میں آئے۔ 30 سے 35 سال کے رائے دہندگان میں 36 فیصد نے مسلم لیگ (ن)، 15 فیصد نے تحریک انصاف اور 19 فیصد نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے۔

نوجوانوں میں مسلم لیگ (ن) کے لئے مقبولیت بھی موجود تھی لیکن یہ منظم نہیں تھی۔ حمزہ شہباز کی مقبولیت اور رابطہ مسلم لیگ کے نوجوان ورکرز سے تھا۔ ایسے میں مریم نواز میدان میں اتریں۔ انہوں نے طالبات کے کالجوں کا رخ کیا۔ ان کی تقاریر گہرا رنگ جما رہی تھیں۔ نپے تلے الفاظ، فقرے سے فقرہ اور لفظ سے لفظ جڑا ہوا، ذہانت کی چمک دمک کے ساتھ پراعتماد لہجہ، اردو کے علاوہ انگریزی کا بھی قابلِ رشک تلفظ، کہیں کہیں اقبال کے شعر یا مصرعے کا برمحل استعمال گفتگو کو چار چاند لگا دیتا۔ مسلم لیگ کی خواتین ورکرز بھی مریم کے گرد جمع ہونے لگیں۔ کسی رسمی عہدے کے بغیر وہ ملک بھر میں مسلم لیگ (خواتین ونگ) کی رہنمائی کر رہی تھیں۔ عام انتخابات میں انہوں نے لاہور میں میاں صاحب کے انتخابی حلقے کی کمان سنبھالی۔ الیکشن ہوئے اور مریم غائب ہو گئیں جس طرح ان کی والدہ محترمہ مشرف دور میں جب خاندان کے تمام مرد جیل میں تھے، ڈکٹیٹر شپ کے خلاف اپنے حصے کا کردار ادا کرنے کے بعد واپس گھر کی چار دیواری میں چلی گئیں تھیں۔ 7 دسمبر کی شام پرائم منسٹر آفس کی اس تقریب میں مریم پھر منظر عام پر تھیں۔ میاں صاحب بتا رہے تھے کہ انہوں نے بڑی مشکل سے انہیں نوجوانوں کے لئے وزیراعظم کے اس پروگرام کی نگرانی کے لئے آمادہ کیا۔ خلق خدا کی

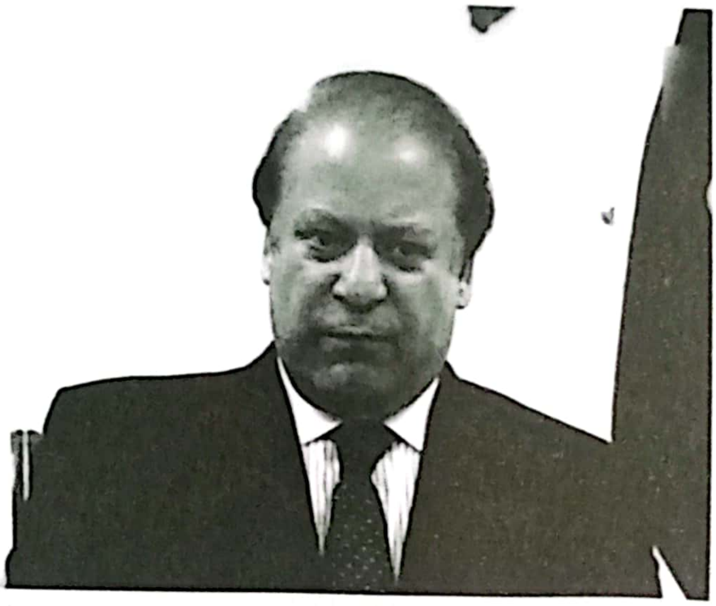

خدمت کا یہ کام آخرت میں بھی فلاح وکامرانی کا ذریعہ بنے گا۔ پراعتماد لہجے میں مریم کی نصف گھنٹے کی گفتگو نے سب کو متاثر کیا۔ تقریب کے اختتام پر اخبار نویسوں کے لئے عشائیے میں مریم موجود نہیں تھیں۔ ان کے حصے کی داد میاں صاحب وصول کرتے رہے۔ سینئر، اور غیر جانبدار اخبار نویس بھی کھلے دل کے ساتھ مریم کے لئے تعریف وتوصیف کا اظہار کررہے تھے۔ نوجوانوں کے اس پروگرام کی قیادت کے لئے مریم ہی بہترین انتخاب تھیں۔ میاں صاحب کی گھنٹے بھر کی تقریر کا اپنا رنگ اور آہنگ تھا۔ انہیں نوجوانوں کے ساتھ کئے گئے انتخابی وعدے یاد تھے۔ آج جس پروگرام کا افتتاح کرنے وہ آئے تھے وہ انہی وعدوں کی تکمیل کی طرف پہلا قدم تھا۔ رواں مالی سال میں نوجوانوں کے لئے سو ارب روپے کے قرضے۔ میاں صاحب نے ہنستے ہوئے کہا، سرکلر ڈیٹ کے پانچ سو ارب نہ دیئے ہوتے تو نوجوانوں کے لئے اس اسکیم کا آغاز چھ سو ارب سے کرتے۔ اس پر ڈار صاحب کا کہنا تھا، اس صورت میں اب بھی اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہورہی ہوتی۔ ایک لاکھ سے بیس لاکھ تک اس قرضہ اسکیم میں حکومت نے ''سرمایہ کاری'' کے لئے 55 شعبے تجویز کئے ہیں۔ اس میں پچاس فیصد کوٹہ خواتین کا ہے۔

اس اسکیم سے فائدہ اٹھانے کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں۔ ایک ان پڑھ خاتون کے استفسار پر میاں صاحب نے ہنستے ہوئے کہا، اس سے ''چٹے ان پڑھ'' بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نوجوانوں سے وزیراعظم کا کہنا تھا کہ وہ ان پر اعتماد کررہے ہیں تو امید ہے کہ وہ بھی ان کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ ادھر اس اسکیم کا آغاز ہورہا ہے، ادھر بعض ناقدین کی طرف سے شکوک وشبہات کا اظہار بھی شروع ہو گیا ہے۔ اس سو ارب روپے کی ریکوری کیسے ہو گی؟ کہیں یہ رقم ڈوب تو نہیں جائے گی؟ اس میں شک نہیں کہ ماضی میں سرکاری قرضے ہڑپ کئے جاتے رہے لیکن یہ وارداتیے کروڑ پتی اور ارب پتی لوگ ہی تھے۔ غریب اور نچلے طبقے کے لوگ اس جرم کے کم کم ہی مرتکب ہوئے۔ ڈاکٹر امجد ثاقب کی ''اخوت'' جو پچاس ہزار تک قرضہ دیتی ہے، کی ریکوری کی شرح 99.9 فیصد ہے۔ آخر ہم نے یہ کیوں فرض کرلیا کہ ساری قوم قرضہ خوروں پر مشتمل ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے اس قوم میں خیر کا جذبہ دنیا کی کسی بھی قوم سے کم نہیں۔ آخر ہم اپنے نوجوانوں سے خیر کی توقع کیوں نہ کریں کہ وہ پوری ایمانداری سے ان قرضوں کو استعمال کریں گے۔ چراغ سے چراغ جلے گا اور وہ وقت دور نہیں جب چاروں طرف کہکشاں کا سماں ہوگا۔

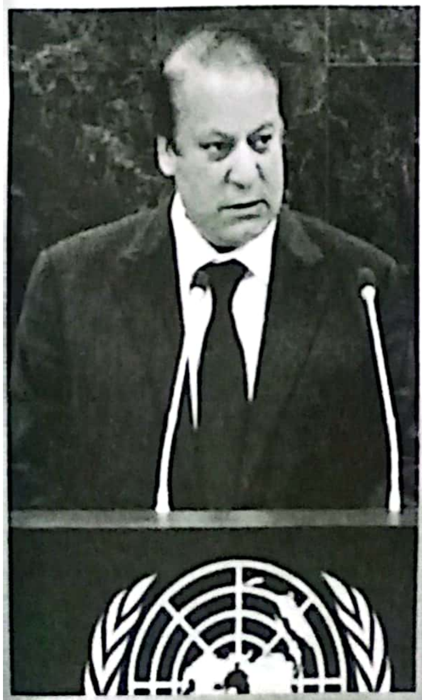

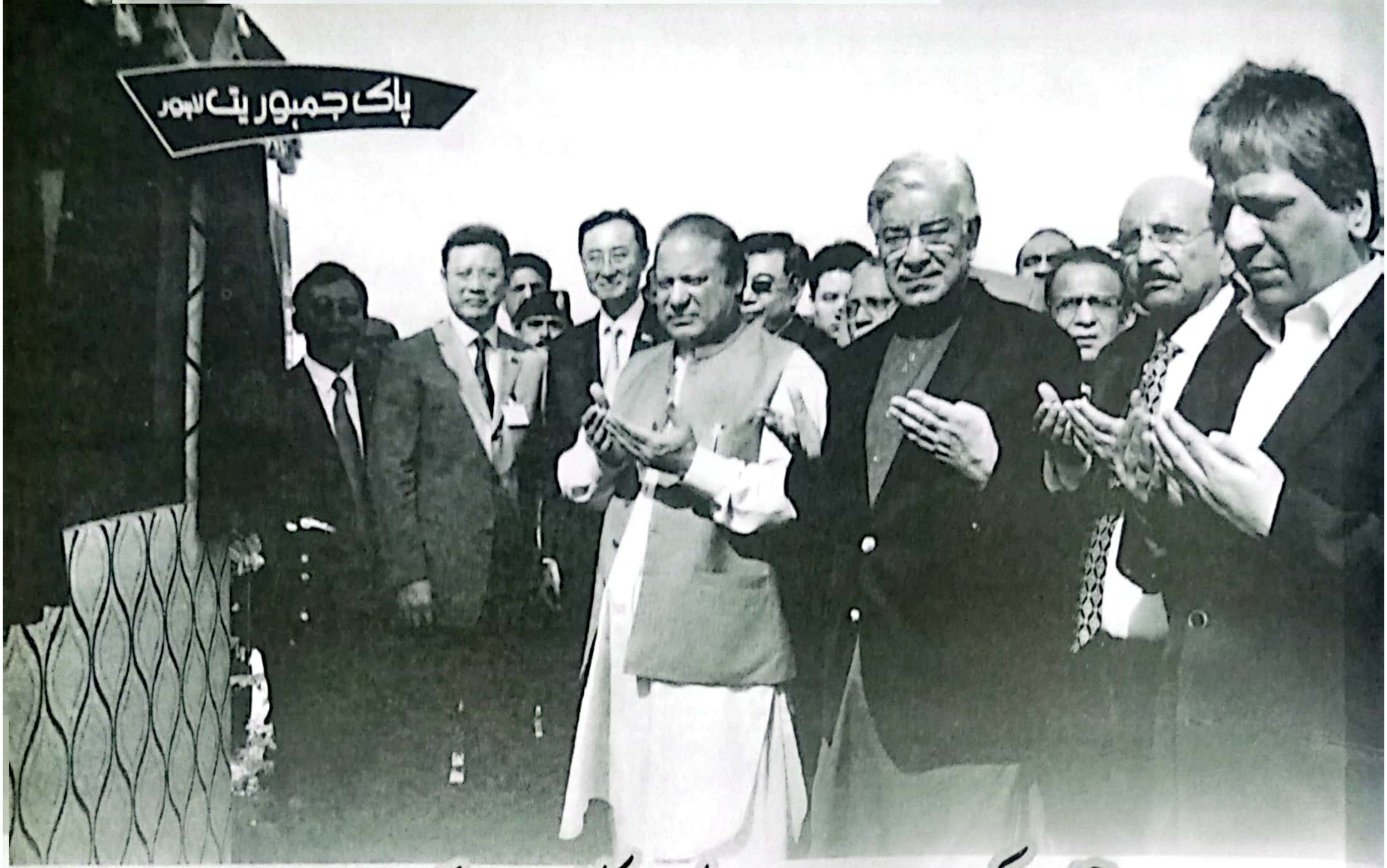

چین کی مدد سے نیا سول نیوکلیئر پروجیکٹ

ضیاء الرحمٰن

وزیراعظم محمد نواز شریف نے کراچی میں دو نئے جوہری بجلی گھروں کا سنگ بنیاد رکھ دیا ہے اور کہا ہے کہ ملک میں مزید چھ نئے جوہری بجلی گھر تعمیر کیے جائیں گے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ چین کی مدد سے تعمیر کیے جانے والے یہ دو جوہری بجلی گھر ملک میں بجلی کی قلت پر قابو پانے میں مدد دیں گے جبکہ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ چین اور پاکستان کے مابین جوہری بجلی گھروں کی تعمیر میں معاونت کو دراصل امریکہ اور بھارت کے مابین حالیہ ہونے والے جوہری معاونت کو کاؤنٹر کرنے کی ایک کوشش قرار دے رہے ہیں۔

چین کے اشتراک سے ان دو بجلی گھروں کی تعمیر آئندہ چھ سال میں مکمل ہونے کی توقع ہے اور ان کی مجموعی پیداوار 2,200 میگاواٹ ہو گی جبکہ جوہری بجلی گھروں کی تعمیر پر 8 ارب ڈالرز لاگت آئے گی۔ پاکستان میں جوہری توانائی سے بجلی کی پیداوار کا یہ پانچواں منصوبہ ہے۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے اہلکار چائنا اٹامک انرجی کمیشن کے انجینئروں کی معاونت سے اس منصوبے پر کام کریں گے۔ رپورٹس کے مطابق چینی ادارے چائنا نیشنل نیوکلیئر کارپوریشن نے اگست میں بجلی گھر کے پلانٹس تعمیر کرنے کا معاہدہ کیا تھا جس کی لاگت کے حوالے سے چینی حکومت 80 فیصد سرمایہ کاری نرم قرضوں کی صورت میں ادا کرے گی۔

کراچی میں بجلی گھروں کی تعمیر کی سنگ بنیاد کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ ملک کو ترقی کی راہ پر دوبارہ گامزن کرنے کے لیے اُن کی حکومت نے توانائی سے متعلق درمیانی و طویل مدت کے مربوط منصوبے بنا رکھے ہیں اور اس مقصد کے حصول میں جوہری توانائی کی پیداوار کو نمایاں حیثیت حاصل ہو گی۔ تقریب میں چین کے سفیر سن وائی تنگ، وزیراعلیٰ سندھ قائم علی

شاہ، گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد، وفاقی وزرا احسن اقبال، خواجہ آصف اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے سربراہ عنصر جاوید بھی موجود تھے۔

وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا کہ ملک میں بجلی کی قلت کی وجہ سے صنعتی پیداوار، برآمدات اور بحیثیت مجموعی ترقی کا عمل بُری

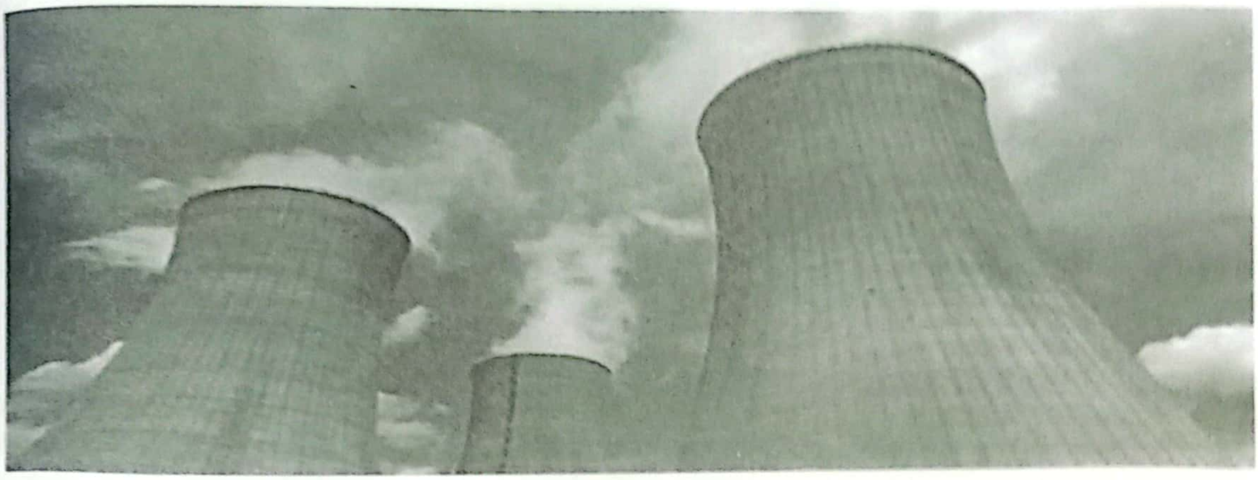

طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر اس مسئلے پر ہم نے جلدی قابو نہ پایا تو مجھے نہیں پتا پاکستان کی معیشت کس طرح ترقی کرے گی. جہاں بجلی نہیں تو وہاں اندھیروں میں کیا کیا جا سکتا ہے، وہاں کیا ترقی ہوگی۔

انھوں نے کہا کہ آئندہ چند برسوں کے دوران وہ نیوکلیئر ویژن 2050ء کی بنیاد رکھنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں جس کے تحت 2050ء تک جوہری توانائی کے ذریعے 40,000 میگاواٹ بجلی کی پیداوار حاصل کرنے کا تصور پیش کیا جائے گا تا کہ پاکستان کو مضبوط، خوشحال اور متحرک ملک بنایا جا سکے۔

وزیر اعظم نواز شریف نے اس منصوبے سے جڑے سائنس دانوں اور انجینئرز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان بجلی گھروں کی تعمیر اندازہ لگائی گئی مدت سے قبل ممکن ہو جاتی ہے تو یہ معاشی استحکام اور ترقی میں تیزی کا ضامن بنے گا۔ وزیر اعظم نے تقریب میں شریک مہمانوں کو بتایا کہ ان کی حکومت نے پن بجلی کے دو بڑے منصوبوں، دیامر بھاشا ڈیم اور داسو ڈیم کی تعمیر بیک وقت شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ توانائی کے بحران پر مختلف ذریعوں سے قابو پانے کے لیے کوئلے اور ہوا سے بجلی کی پیداوار اور مائع قدرتی گیس کی درآمد کے منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔

پاکستان میں بجلی کا بحران انتہائی گھمبیر ہوتا جا رہا ہے اور یہ بحران کم ہونے کے بجائے مزید پھیلتا جا رہا ہے۔ مئی میں ہونے والے عام انتخابات میں بجلی کا بحران ایک اہم مسئلہ رہا ہے اور میاں نواز شریف کی مسلم لیگ (نواز) نے انتخابات میں عوام سے یہ وعدہ کر کے ووٹ لیے تھے کہ وہ اقتدار میں آنے کے بعد بجلی کے بحران کو ترجیحی بنیادوں پر حل کریں گے۔ پارٹی کے انتخابی منشور میں نواز شریف نے کہا تھا کہ وہ پانچ سالوں کے دوران ملک میں مزید 10000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لیے 20 ارب ڈالرز کی سرمایہ کاری لانے کی کوشش کریں گے۔

اقتدار سنبھالنے کے بعد میاں نواز شریف نے سب سے پہلے چین کا دورہ کیا اور ان سے جوہری بجلی گھروں کی تعمیر کے حوالے سے بات چیت کی۔

حکومتی ذرائع یہ بھی کہتے ہیں کہ نئے جوہری بجلی گھر کی تعمیر دراصل بجلی اور توانائی کی پیداوار کے نئے منصوبوں کا حصہ ہے۔ اس سے قبل اسی منصوبے کی جگہ سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر بلوچستان کے شہر گڈانی میں پاکستان پاور پارک کے منصوبے کا افتتاح اگست میں کیا گیا تھا جہاں کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کے 10 پلانٹس پر کام جاری ہے۔ ہر پلانٹ سے

660 میگاواٹ بجلی حاصل کی جائے گی۔اسی طرح ہائیڈرو پاور فرنٹ کی جانب دیکھا جائے تو دیامر بھاشا ڈیم اور داسو ڈیم ایک ساتھ تعمیر کرنے کے ساتھ ساتھ بنجی ڈیم کی تعمیر کا بھی منصوبہ تشکیل دیا گیا ہے۔ان ڈیموں سے 15000 میگاواٹ بجلی حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

خیال رہے کہ پاکستان میں اس وقت تین جوہری بجلی گھر کام کر رہے ہیں جن میں ایک کراچی اور دو پنجاب میں چشمہ میں قائم ہے۔ یہ تینوں بجلی گھر 740 میگاواٹ بجلی پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں چشمہ میں پہلے جوہری بجلی گھر کے پلانٹ کی تعمیر بھی چینی معاونت سے ہوئی تھی اور اس وقت نواز شریف کی حکومت تھی۔

ماہرین چین کی معاونت سے قائم ہونے والے دو نئے جوہری بجلی گھروں کو کراچی میں بجلی کے بحران کے حل کے لیے اہم اقدام قرار دے رہے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ نیا پراجیکٹ کراچی کے ساحلی علاقے ہاکس بے میں دو ماڈل چینی ACP-1000 ری ایکٹرز پر تعمیر کیا جائے گا جنھیں کینپ 2 اور کینپ 3 کہا جا رہا ہے اور ان ری ایکٹرز کے لیے چین یورینیم مہیا کرے گا۔

پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے طے کردہ اہداف کے مطابق 2030ء تک پاکستان میں 8800 میگاواٹ کی استعداد کے حامل جوہری بجلی گھر لگائے جائیں گے۔ البتہ بین الاقوامی پابندیوں کے پس منظر کو دیکھا جا رہا ہے۔خیال رہے کہ حالیہ سالوں میں چین نے نیوکلیئر نون پلوریفیکیشن ٹریٹی اور نیوکلیئر سپلائرز گروپ جیسے معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جہاں 47 ممالک جوہری ٹیکنالوجی اور میٹریل کی سپلائی و فروخت کو محدود کرنے پر متفق ہوئے ہیں۔

اسی وجہ سے چین کی جانب سے پاکستان کی بجلی گھروں کی تعمیر میں معاونت کو بین الاقوامی ذرائع ابلاغ اور تحقیقی ادارے مختلف نقطۂ نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کی کراچی میں جوہری بجلی گھروں کی تعمیر کے حوالے سے شائع رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ چین کی مدد سے پاکستان میں جوہری بجلی گھروں کی تعمیر میں اشتراک سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ چین مستقبل قریب میں سب سے بڑا نیوکلیئر سپلائر بن جائے گا۔ امریکی تھنک ٹینک دی ہیریٹیج فاؤنڈیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان اور چین کے مابین حالیہ معاونت چین کی جانب سے چینی ری ایکٹر کو بیرون ملک فروخت کرنے کی پہلی ڈیل ہے۔

پاکستان کا میزائل بردار ڈرون

اسد اللہ خالد

ملک کا دفاع اور سائنسی ترقی آج کے دور کی اہم ضرورت ہے اس لیے پاکستانی قوم،افواج اور دفاعی پیداوار کے ادارے ملک کی دفاعی ضروریات اور ٹیکنالوجی میں مہارت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔پچھلے ہفتے کراچی میں ایک دفاعی نمائش میں پاکستان نے اپنے (UAVs)بغیر پائلٹ کے جہاز پیش کر کے سب کو حیران کر دیا۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ پاکستان ایک دفعہ پھر دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہوگیا جو اس طرح کے جہاز تیار کر سکتے ہیں۔ نمائش میں موجود غیر ملکی مندوبین نے پاکستان کی اس کاوش کو نہ صرف سراہا بلکہ اس میں خاص دلچسپی بھی ظاہر کی۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ یہ UAVs نا صرف جاسوسی کر سکتا ہے بلکہ ضرورت پڑنے پر اس سے ہدف پر میزائل بھی داغا جا سکتا ہے۔ پاکستان نے اس نمائش میں ترکی اور گلف کے ممالک کو خاص طور پر یہ پیغام دیا ہے کہ پاکستان دفاعی پیداوار کے میدان میں دنیا کے چند ممالک کی صف میں شامل ہوگیا ہے اور یاد رہے کہ وہ تمام ممالک ڈرون ٹیکنالوجی کو ہمیشہ خفیہ رکھتے ہوئے اپنے دفاعی مقاصد میں استعمال کرتے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل کے پاس ایسے طیارے ہیں جو میزائل داغ سکتے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق چین اور ترکی بھی اس میدان میں کامیابیوں کے لیے کوشاں ہیں۔

امریکن آرمی ڈرون کو تین اقسام میں تقسیم کرتی ہے۔Tier-I ڈرون اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ سپاہی کے بیگ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے جبکہ یہ کسی بھی چھوٹی یونٹ کے لیے ایک بلڈنگ کے پار تک جاسوسی کر سکتا ہے۔ یہ تقریباً چار پاؤنڈ کا وزن بھی لے جا سکتا ہے اور اس کی پرواز ایک گھنٹہ پر محیط ہو

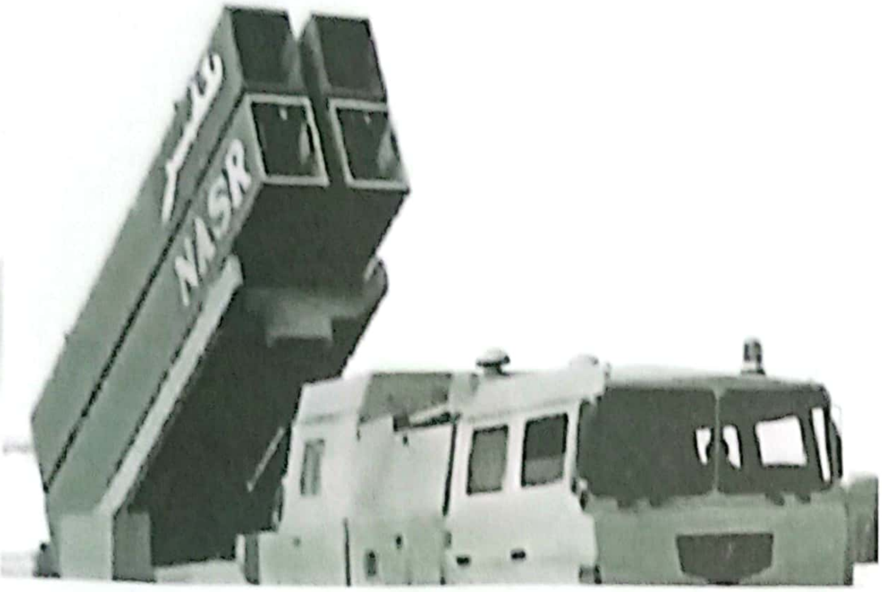

سکتی ہے۔ یہ میزائل نہیں داغ سکتا ہے۔

Tier-II ڈرون یا بغیر پائلٹ طیارہ تیس پاؤنڈ تک کا وزن لے جا سکتا ہے۔ اُسے دو لوگ اٹھاتے ہیں۔ یہ ریڈار اور مختلف اقسام کے سنسر (EOTR) ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتا ہے۔ یہ بارہ گھنٹے تک پرواز کے قابل ہوتا ہے۔

TierI-II یو اے وی اصل میں ایک مکمل ڈرون ہے جو امریکہ استعمال کرتا ہے۔ یہ ڈرون ایک لمبی پرواز کر سکتا ہے اور جاسوسی کے علاوہ میزائل بھی داغ سکتا ہے۔ یہ عام طور پر Find, Fix and Finish کی صلاحیت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اس کی صلاحیت قابل رشک حد تک ٹھیک ہوتی ہے۔ فکسڈ ونگ جنرل اٹامک پریڈیٹر نارتھروپ گرومین گلوبل ہاک اور روٹری ونگ بوئنگ فائر سکاؤٹ دنیا کے مشہور ڈرون میں شامل ہیں۔ یہاں یہ امر نہ صرف دلچسپ بلکہ قابل ذکر ہے کہ Tier-II کے جاسوس طیارے کی لینڈنگ اور پرواز کو گراؤنڈ بیس سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ایک مخصوص بلندی پر پہنچ کر یہ کنٹرول سیٹلائٹ کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ یہ ڈرون ہدف کو ہل فائر میزائل کے ساتھ تقریبا 8 کلومیٹر سے نشانہ بنا سکتے ہیں۔

پاکستان اور چین دفاعی پیداوار کے میدان میں ہمیشہ یک جان دو قالب رہے ہیں۔ پہلے بھی ابابیل، ائیروبوٹ ہاز UAV، بارڈر ایگل اور فالکو UAV نامی جاسوس طیاروں کی تیاری پر پاکستان کے مختلف اداروں نے انتھک کوشش اور کامیابی حاصل کی ہے۔ نیسکام، پی اے سی پاکستان ائیرو ویپن وغیرہ نے اس فیلڈ میں نمایاں کام کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا آج بھی خیال ہے کہ براق اور شہپر کی تیاری میں بھی چین کا تعاون شامل ہے بلکہ کچھ تجزیہ نگار تو یہ بھی کہتے ہیں کہ چین کا CH3 ڈرون جو کہ بلیو میزائل فائر کر سکتا ہے کی ساخت اور میزائل داغنے کی صلاحیت اصل میں براق اور شہپر میں استعمال کی گئی ہے۔ لیکن پاکستان آرمی ذرائع تصدیق کرتے ہیں کہ دونوں طیارے مکمل طور پر پاکستان کی اپنی کاوش ہیں اور دونوں جاسوسی اور میزائل داغنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اب ڈرونز سویلین استعمال کے لیے بھی بنائے جائیں گے اور معاشی وسماجی پراجیکٹس کی تکمیل میں استعمال ہوں گے۔

ایران بھی کچھ عرصے سے اس میدان میں مصروف عمل ہے اور کچھ مہینوں پہلے ایران نے ایک امریکن ڈرون کو ہیک کر کے اپنے پاس لینڈ بھی کروا لیا تھا اور کچھ دن پہلے ایران نے بھی ایک ڈرون بنا لیا ہے جو کہ تیس گھنٹے تک پرواز کر سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دور دراز علاقوں میں پرواز کا اہل ہے۔ یاد رہے کہ ایران اپنا سیٹلائٹ خلا میں بھیجنے پر پہلے ہی مصروف عمل ہے۔

پاکستان کی کاوش اور کامیابی ڈرون ٹیکنالوجی کے میدان میں ایک انتہائی اہم قدم ہے اور اس کے دوررس نتائج مرتب ہوں گے۔ جنرل کیانی کے مطابق براق اور شہپر افواج کی طاقت میں کئی گنا اضافہ کریں گے اور خاص طور پر دہشت گردی کے خلاف اہداف کا نشانہ آسان ہو جائے گا۔

CamScanner

بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات، ایک سنگِ میل

امجد چوہدری

بلوچستان کے حوالے سے ملکی اور عالمی سطح پر کافی زیادہ منفی تاثرات پائے جاتے ہیں۔ جن میں وہاں امن وامان کی مخدوش صورتحال اور مقامی افراد کی شورش اور وفاق سے کشمکش کے علاوہ غیر ملکی عناصر کی مداخلت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مگر گزشتہ ہفتے وہاں کامیابی سے منعقد ہونے والے مقامی انتخابات نے کم ازکم اس تاثر کی نفی کردی ہے کہ وہاں کے عوام صوبے میں سیاسی سرگرمیوں کے مخالف ہیں بلکہ عوام نے تو ان میں جوش وخروش سے شرکت کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ سیاسی عمل کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور اسی کے ذریعے سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔

صوبے میں 7920 نشستوں پر کامیاب اور پرامن انتخابات کا انعقاد کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ان انتخابات میں جہاں آزاد امیدواروں کی بڑی تعداد نے حصہ لیا وہاں مختلف قومی و علاقائی جماعتوں نے بھی بھرپور شرکت کی۔ سب سے اہم بات قوم پرست جماعتوں کی طرف سے بھی انتخابات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے۔اس طرح یہ مقامی انتخابات ہر لحاظ سے کامیاب رہے جو ملک اور خاص طور پر صوبہ بلوچستان میں صحت مند سیاسی سرگرمیوں میں ایک سنگ میل سے کم حیثیت نہیں رکھتے۔ یقیناً اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی سے صوبے کے پسماندہ علاقوں کو فائدہ پہنچے گا اور کامیاب امیدواروں کو اپنے علاقے کے مسائل کو اجاگر

اور ان کے حل کے سلسلے میں بھرپور مواقع ملیں گے۔ ان انتخابات کی ایک اور اہم بات صوبہ بلوچستان میں قیادت کا مسئلہ بھی حل کرنا ہے۔ ان انتخابات میں اٹھارہ ہزار امیدواروں نے حصہ لیا۔ اتنی بڑی تعداد کا بلوچستان کی سیاست میں عملی طور پر حصہ لینا یقیناً ایک مثبت قدم ہے۔ آج اگر یہ مقامی انتخابات کے عمل

اور اس حوالے سے پولنگ اسٹیشنوں کا قیام وغیرہ کوئی عام کام نہیں تھا مگر الیکشن کمیشن اور مقامی انتظامیہ نے ان انتظامات کا بروقت اور جس خوش اسلوبی سے انعقاد کیا اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صوبائی سول اور سیاسی ادارے مربوط ہیں اور اپنے معمول کے فرائض بغیر کسی رکاوٹ کے

ہے کہ صوبائی اور وفاقی حکومتیں فوری طور پر اقتدار کو عملی طور پر نچلی سطح پر منتقل کرنے کے عمل کو یقینی بنائیں۔ اس مقصد کے لئے فنڈز اور دیگر معاونت فوری طور پر فراہم کی جائے تا کہ صوبے میں شروع ہونے والی صحت مند سیاسی سرگرمیوں کا تسلسل جاری رہے اور عوام نے اس حوالے

سے گزرے ہیں تو کل یہ امیدوار صوبائی اور قومی نشستوں کے امیدوار ہوں گے۔ اس طرح ان انتخابات کو صوبے کی قیادت کے لئے نرسری قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ منتخب نمائندے نچلی سطح پر عوامی مسائل سے آگاہ ہو کر کل جب صوبائی اور قومی سطح پر پہنچیں گے تو بہتر انداز سے ان مسائل کو حل کرنے کے قابل ہوں گے۔ ان انتخابات سے صوبے کے نظم ونسق کے بارے میں غلط تاثر کی بھی نفی ہوتی ہے۔ 7920 نشستوں پر انتخابات کے حوالے سے انتظامات، انتخابی عملے

انجام دے رہے ہیں۔ ان انتخابات میں افواج پاکستان کے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ امن عامہ کا مسئلہ سب سے اہم تھا۔ انتخابات سے قبل بہت سے خدشات ظاہر کئے جا رہے تھے مگر سیکورٹی اداروں، ایف سی اور پاک فوج نے یقیناً حالات پر کڑی نظر رکھ کر تمام غیر ملکی عناصر اور دہشت گردوں کے ناپاک عزائم ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اب جبکہ صوبے میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا مشکل مرحلہ بخوبی تکمیل پا چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی

سے جو امیدیں وابستہ کررکھی ہیں وہ پوری ہوں۔ صوبے میں سیاسی عمل کے فروغ سے صوبائیت اور لسانیت کے جذبات کے علاوہ غیر ملکی عناصر کی طرف سے تخریبی سرگرمیوں کا بھی خاتمہ ہوگا۔ علاوہ ازیں صوبے کے قدرتی وسائل اور جغرافیائی محل وقوع سے استفادہ کرنے کے بھی بھرپور مواقع میسر آئیں گے جس سے صوبے میں خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کے لیے عالمی ایوارڈ

وحید حسین

ملک میں موجودہ افراتفری اور دہشت گردی کے حالات میں اچھی خبر کا آنا ایسا ہی ہے جیسے صحرا میں پانی کا ایک انمول قطرہ۔

موجودہ حالات میں خوشی کی خبر ملک وقوم کیلئے ایک امید کی کرن کی مانند ہے۔ ایسی ہی ایک امید اور روشنی کی کرن ہمیں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے ملی ہے جس نے ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں 8300 ایس ایم ایس سروس کے اجراء پر دو عالمی ایوارڈز ملک کے نام کروائے۔ پہلا ایوارڈ ”انتخابی عمل میں نئی ٹیکنالوجی کے استعمال“ جبکہ دوسرا ”اس ٹیکنالوجی کی ووٹرز تک عمدہ رسائی کو تسلیم کرنے“ سے متعلق تھا۔ دونوں ایوارڈز پاکستان کو ملائیشیا میں دو روزہ عالمی انتخابی اصلاحاتی کانفرنس میں دیئے گئے۔

پاکستان کی جانب سے یہ ایوارڈز ڈائریکٹر جنرل انفارمیشن ٹیکنالوجی الیکشن کمیشن آف پاکستان خضر عزیز نے وصول کئے۔ اس کانفرنس میں دنیا کے کئی ممالک کی ”الیکشن مینجمنٹ باڈیز“ نے شرکت کی۔ کانفرنس کا انعقاد عالمی پارلیمانی تعلیماتی مرکز نے کیا جس کا مقصد دنیا بھر کے ممالک میں جمہوریت کے استحکام اور انتخابی عمل کو مزید صاف اور شفاف بنانے کی خاطر اصلاحات کو متعارف کرانا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اصلاحات کے اصول کیلئے نئی ٹیکنالوجی کے استعمال پر بھی مندوبین نے تبادلہ خیال کیا۔ یہ بات فخر سے کہی جاسکتی ہے کہ پوری دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جس نے 11 مئی کو انتخابات سے قبل 9 کروڑ ووٹرز تک گھر بیٹھے اپنے ووٹ اور حلقے کی معلومات 8300، موبائل ایس ایم ایس کی سروس کے ذریعے پہنچائی تھی۔ اس جدید ترین سروس سے تقریباً 5 کروڑ 50 لاکھ ووٹرز نے اپنے ووٹ کے اندراج اور حلقے سے متعلق معلومات بغیر کسی پریشانی کے حاصل کی جو کہ یقیناً ایک نہایت ہی قابل تحسین کامیابی ہے۔ کانفرنس میں پاکستان کے اس تجربے سے استفادہ حاصل کرنے پر بھی غور کیا گیا تاکہ اس کامیاب عمل کو دوسرے ممالک میں بھی انتخابی اصلاحات کے تحت متعارف کروایا جاسکے۔

اس سے بڑھ کر کوئی کیا بات ہوسکتی ہے کہ عالمی سطح پر انتخابی اصلاحات کے عمل میں پاکستان ایک مرکزی کردار ادا کرنے کے قابل ہوا۔ ورنہ اصلاحات اور شفافیت کیلئے تعلیم اور اشارہ مغربی دنیا سے دیئے جاتے تھے۔ ہماری حکومتوں اور الیکشن کمیشن کو اپنی عوام سے زیادہ مغربی دنیا کی جائزہ رپورٹس اور ان کے رد عمل کے حوالے سے بے چینی لاحق رہتی تھی۔ ان دونوں ایوارڈز نے ایک مرتبہ پھر اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ اگر اداروں کے اندر نوجوان اور قابل پیشہ ور اہلکاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے ان کو اعتماد دیا جائے، ان کے خیالات اور نظریات کو بغیر کسی کینہ اور بغض کے پرکھا جائے تو ”ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی“۔

سب کو معلوم ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں ہمارے بہترین اور مایہ ناز پیشہ ور افراد پوری دنیا کے مختلف اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں جن کو ہمارے لوگ بے کار اور ناکارہ سمجھتے تھے۔ الیکشن کمیشن کے ایک اجلاس میں جب ڈی جی آئی ٹی خضر عزیز نے 8300 ایس ایم ایس سروس کا آئیڈیا پیش کیا تو شرکاء کی اکثریت اس کے اجراء کے حق میں نہ تھی تاہم سیکرٹری الیکشن کمیشن اشتیاق احمد خان نے نوجوان ڈی جی کی نہ صرف بھرپور حمایت بلکہ حوصلہ افزائی بھی کی۔ نادرا کے اس وقت کے چیئرمین ارشد حکیم نے بھی اس نیک کام میں اپنا مثبت کردار ادا کیا اور آج پاکستان کا نام دنیا میں ایک روشن ستارے کی مانند چمک رہا ہے۔

CamScanner

حکومتی کارکردگی، تصویری جھلکیاں

اسلام آباد، 12 دسمبر 2013، صدر ممنون حسین گورنر ہاؤس میں تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔

اسلام آباد، 12 دسمبر 2013، صدر ممنون حسین جسٹس تصدق جیلانی سے چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدے کا حلف لے رہے ہیں۔

اسلام آباد، 12 دسمبر 2013، صدر ممنون حسین اور وزیر اعظم محمد نواز شریف ایوان صدر میں ملاقات کے دوران تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔

CamScanner

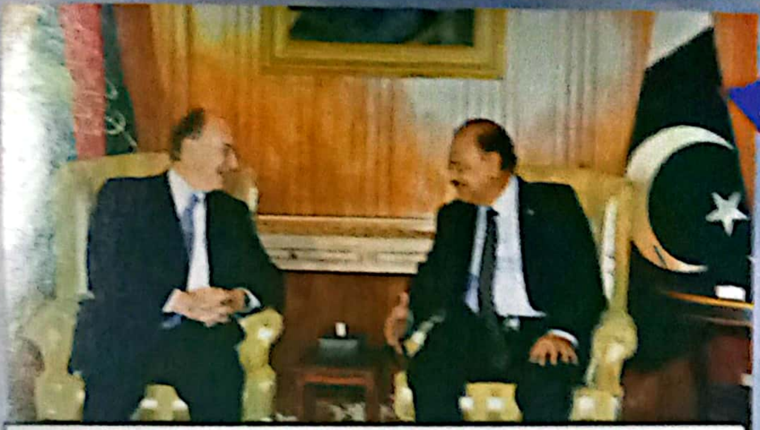

اسلام آباد، 16 دسمبر 2013۔ صدر ممنون حسین کا ایوان صدر اسلام آباد میں اسماعیلیوں کے روحانی پیشوا ہز ہائی نس پرنس کریم آغا خان سے تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔

اسلام آباد، 25 دسمبر 2013۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی سالگرہ کے موقع پر ایوان صدر میں منعقدہ پر وقار تقریب کی تصویری جھلکیاں۔

کراچی، 26 نومبر 2013۔ وزیراعظم محمد نواز شریف کراچی کوسٹل پاور پراجیکٹ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔

CamScanner

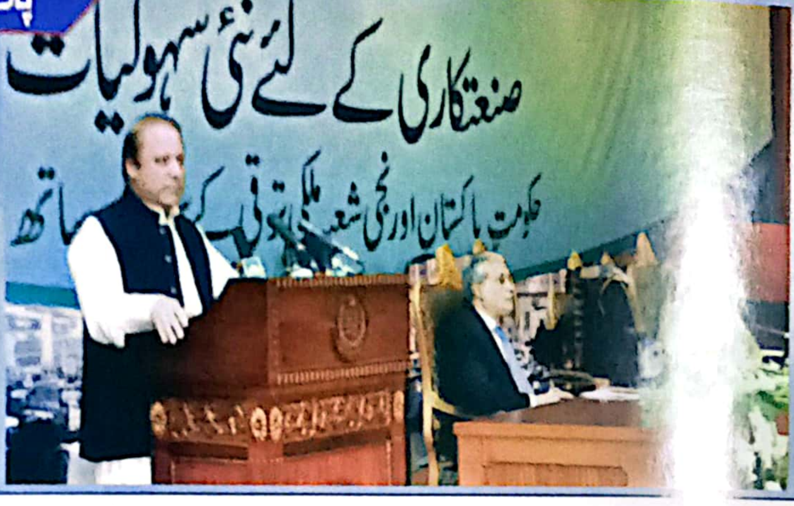

اسلام آباد، 28 [illegible] 201 ، وزیراعظم محمد نواز شریف تاجر برادری کے لئے نئی مراعات کے موقع پر وزیراعظم آفس میں خطاب کررہے ہیں۔

اسلام آباد، 6 دسمبر 2013، وزیراعظم محمد نواز شریف چینی تعاون سے 2016 تک مکمل ہونے والے 14.4 میگاواٹ کے نلتر دی پاور پراجیکٹ کے افتتاح کے بعد دعا کررہے ہیں۔

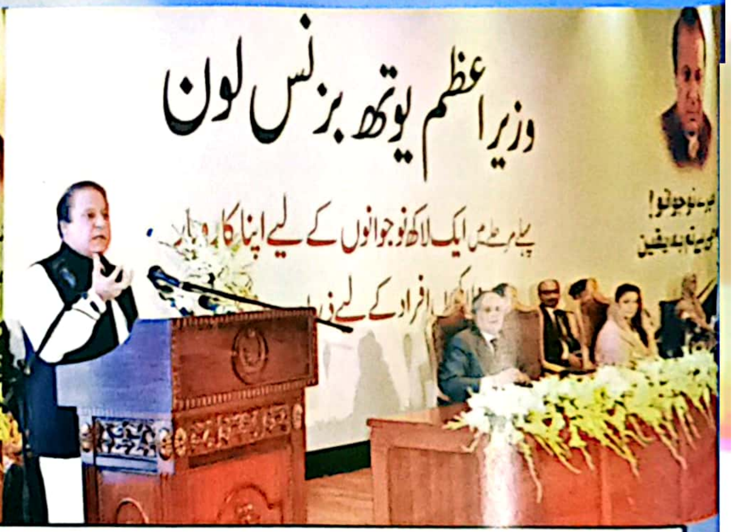

اسلام آباد، 7 دسمبر 2013، وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف اور پی ایم یوتھ پروگرام کی چیئر پرسن مریم نواز وزیراعظم کے یوتھ بزنس لون سکیم کی افتتاحی تقریب سے خطاب کررہے ہیں۔

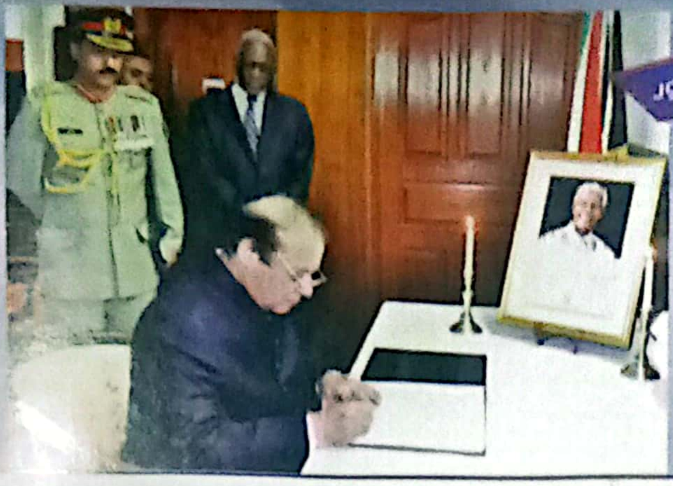

اسلام آباد، 12 دسمبر 2013، وزیراعظم محمد نواز شریف جنوبی افریقی سفارتخانے میں رکھی تعزیتی کتاب پ... ت تحریر کررہے ہیں۔

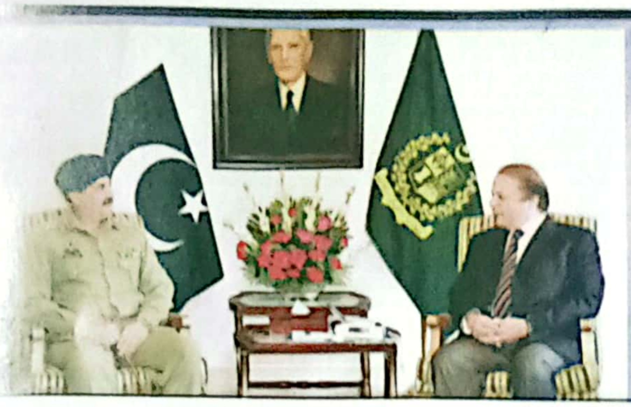

اسلام آباد، 13 دسمبر 2013، چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف وزیراعظم آفس میں وزیراعظم محمد نواز شریف سے ملاقات کررہے ہیں۔

اسلام آباد، 9 دسمبر 2013، وفاقی وزیر اطلاعات، نشریات وقومی ورثہ سنیٹیر پرویز رشید عالمی یوم انسداد بدعنوانی کے سلسلے میں نیب کے زیراہتمام سیمینار سے خطاب کررہے ہیں۔

اسلام آباد، 10 دسمبر 2013، وفاقی وزیر اطلاعات، نشریات وقومی ورثہ سنیٹیر پرویز رشید عالمی یوم انسانی حقوق کے سلسلے میں وزارت قانون، انصاف وحقوق انسانی کے زیراہتمام منعقدہ سیمینار سے خطاب کررہے ہیں۔

CamScanner

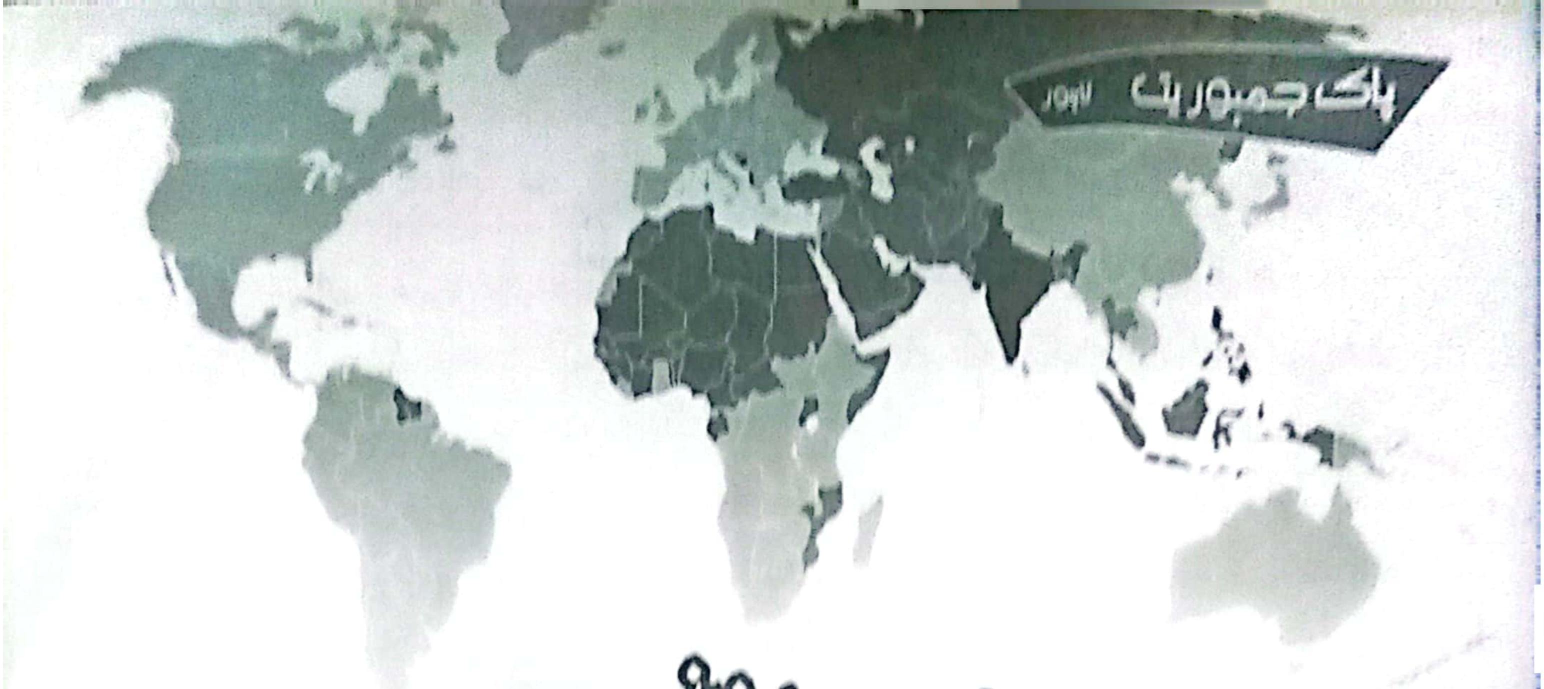

اسلامی سربراہی کانفرنس مینار، لاہور

شیخ نوید اسلم

سفید ماربل کا 139 فٹ 16 انچ اُنچا یہ سمٹ مینار 1974ء کی دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کی یادگار ہے۔ ''سمٹ'' کا مطلب ''کانفرنس'' ہوتا ہے جس میں دنیا بھر کے اسلامی حکمران شرکت کرتے ہیں۔ پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس یا سمٹ 1969ء میں مراکش کے دارلحکومت رباط میں منعقد ہوئی تھی۔

1974ء کو لاہور میں ہونے والی کانفرنس بہت اہمیت کی حامل تھی اس موقع پر دنیا کے تقریباً سبھی اسلامی ملکوں کے سربراہوں نے اجلاس میں شرکت کی تھی۔ اُن میں شاہ فیصل، معمر قذافی، یاسر عرفات، عیدی امین اور دیگر حکمران شامل تھے۔

لاہور میں یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے سب سے بڑی اور اہم کانفرنس تھی اس کا انعقاد پنجاب اسمبلی میں ہوا تھا اس کی تیاری میں کئی ماہ صرف ہوئے اور پورے لاہور میں ایک جشن کا سا سماں تھا۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے بعد پاکستان کی شناخت اور اہمیت اسلامی دنیا میں مزید بڑھ گئی تھی لوگ پاکستان کے وجود سے پہلی مرتبہ بڑے پیمانے پر واقف ہوئے تھے۔

دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کی یاد کے طور پر پنجاب اسمبلی ہال کے سامنے واقع پارک میں ایک مینار تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ماہرینِ تعمیرات سے گفتگو بھی کی۔

میناروں کے ڈیزائن کے مقابلے میں ترکی کے ماہر تعمیرات ویدات الود کے بنائے ہوئے ڈیزائن کو سراہا گیا۔ یاد رہے کہ شاہ فیصل مسجد اسلام آباد کا نقشہ بھی ویدات الود نے ہی تیار کیا۔ دونوں عمارات میں ترک طرزِ تعمیر کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسلامک سمٹ مینار کے نقشے کے متعلق ویدات کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس مینار کے ڈیزائن کو تیار کرتے ہوئے اس جذبے کو پیش نظر رکھا کہ یہ پاکستانی ثقافت و تہذیب کا آئینہ دار ہی نہ ہو بلکہ لاہور میں ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں شریک اسلامی ممالک کی تہذیب و ثقافت کو بھی اس تعمیر میں سمو دیا جائے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ سمٹ مینار کی تعمیر میں مغلیہ، ترکی، عربی، افریقی اور یورپی فن تعمیر کو شامل کیا گیا ہے مینار کو اسلامی طرز دینے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تاکہ یہ اسلامی کانفرنس کی حقیقی یادگار معلوم ہو۔

اسلامک سمٹ مینار کا سنگِ بنیاد کانفرنس کی پہلی سالگرہ کے موقع پر 22 فروری 1975ء کو رکھا گیا اس سلسلے میں ایک پُروقار

تقریب منعقد کی گئی جس میں شمولیت کے لئے اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو، خصوصی طور پر لاہور پہنچے تھے۔

سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں 29 ممالک کے سفیروں نے شرکت کی اس موقع پر حکومت پاکستان نے خصوصی سکے بھی جاری کئے تھے ایک روپے کا یادگاری سکہ تانبے اور نکل کا تھا۔اس کا وزن 7.5 گرام تھا اور اس کے ایک جانب مینار کی شبیہ اور کانفرنس کا طغرا بنا ہوا تھا۔ یہ طغرا کانفرنس کے دوران سرکاری طور پر استعمال کیا گیا تھا جو بالترتیب سونے اور چاندی کے نکل شدہ تھے سونے چاندی کے سکّے سٹیٹ بینک اور تانبے کے نکل شدہ سکّے نیشنل بینک آف پاکستان نے جاری کئے تھے۔افتتاحی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال ریڈیو پاکستان نے براہ راست نشر کیا اس موقع پر اُس وقت کے وفاقی وزیر برائے خوراک وزراعت شیخ رشید نے مینار کا مختصر تعارف پیش کیا۔

تعمیر کے کام کا سلسلہ جولائی 1975ء میں شروع ہوا۔ یہ منصوبہ نیشنل کنسٹرکشن کمپنی کے سپرد کیا گیا اس پر تُرک اور پاکستانی انجینئروں کے علاوہ ملک بھر سے 200 سنگ تراش اور 500 کارکنوں نے شانہ بشانہ محنت کی۔ سید امجد حسین جعفری نے پراجیکٹ منیجر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔

مینار کی تعمیر کے لئے تُرکی سے مخصوص ٹائلیں اور وادیٔ سونا سے 1000 ٹن سُرخ پتھر منگوایا گیا۔عمارت کا رقبہ تقریباً ڈھائی ہزار مربع میٹر ہے باقی رقبے پر گھاس کے قطعات ہیں مینار کا حجم 5 مربع فٹ ہے اس کی تعمیر میں کنکریٹ اور لوہے کا استعمال کیا گیا ہے اور باہر

سنگِ مرمر لگا ہوا ہے جس پر 20 فٹ اونچا لفظ "اللہ اکبر" کندہ ہے مینار کی اونچائی 139 فٹ 16 انچ ہے۔

محرابی کمروں کے دروازے نہیں ہیں بقول چیف آرکیٹ، ہال کمروں کو اس لئے بے در رکھا گیا ہے کہ اسلام کے دروازے ہر فرد و بشر پر کھلے ہیں اور تا قیامت کھلے رہیں گے مینار کے ہالوں میں آنے کے لئے ایک سیڑھی رکھی گئی ہے جو اسلام کے یکساں راستے کی علامت ہے۔

مینار کے ساتھ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی ہدایت کے مطابق ایک عجائب گھر بھی بنایا گیا یہ ساری عمارت اس لئے زیرِ زمین رکھی گئی ہے کہ آس پاس کی عمارتوں کا حُسن متاثر نہ ہوا۔

زمین سے اُٹھنے والے بڑے مخروطی پتھر سے مینار اُوپر کو اُٹھتا ہے اس میں تالاب بنایا گیا ہے یہ مخروطی پتھر اور تالاب ایک چوکور راستے سے کھڑے ہیں جس پر مخروطی چھت ہے مینار کی تعمیر کے سلسلے میں آفات سماوی، آنے والے طوفان اور آندھی کی تباہ کاریوں کو بطور خاص مدِنظر رکھا گیا ہے مینار بنانے والوں کا دعویٰ ہے کہ اگر زلزلہ اور طوفان ایک ہی سمت سے آئیں اور طوفان کی رفتار 200 میل فی گھنٹہ ہو اور زلزلے کی جھٹکے (خدانخواستہ) مکانات کو زمین بوس کر دیں تو بھی یہ مینار نقصان سے بچا رہے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مینار کی تعمیر کے سلسلے میں مغل عہد کی کاری گری کے طریقے پہلی بار دوبارہ آزمائے گئے یوں ڈیڑھ کروڑ روپے کی لاگت سے مینار کی تعمیر کا کام 20 ماہ میں مکمل ہو گیا اور یہ عالم اسلام کے اتحاد کی

علامت بن کر اُبھرا۔

مینار کے تہہ خانے میں چار کمرے ہیں جنہیں اسلامی ممالک کے میوزیم کی شکل دی گئی ہے اس میں اسلامی ملکوں سے متعلق اشیاء شیشے کے شوکیسوں میں رکھی گئی ہیں یہی چاروں کونوں میں انتظامیہ کے دفاتر ہیں دو ہالوں میں لیکچر دینے کے لئے نشستوں اور ڈائس کا انتظام بھی ہے۔

شیشے کے شوکیسوں میں جو اشیاء سجائی گئی ہیں اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے: مصر کی مورتیاں، ملائشیاء، موریطانیہ، فلسطین کی اشیاء، بیت المقدس کا پتھر سے بنا ماڈل، پی ایل او کے مجاہدوں کے ملبوسات کے نمونے، فلسطین کا دھاتی نقشہ، ایران کی مورتیاں اور شاہی طغرا، قطر، عدن اور عرب ممالک کے بھاری بھرکم چاندی کے زیورات، انڈونیشیا کی مورتیاں، ناخن نگاری کے پاکستانی نمونے، ترکی کے ٹیکسٹائل اور ٹائلوں کے ڈیزائن، اومان کی کشتی کا ماڈل، چادریں اور گھوڑے کی زین، صومالیہ کی ٹوپیاں، لبنان کے ظروف اور چاقو، اومان کے روایتی زیورات اور ظروف، موریطانیہ کا قالین، سعودی عرب کی سنگاوں کی چٹائی، افغانستان کی پینٹنگز، ملائشیاء کا تاریخی پتھر جس پر قدیم زبان کندہ ہے، ترکی و عراق کے قالین، تغلق، سوری، اکبر اور شاہ جہان کے دور کے سکے، مثنوی مولانا روم کا نسخہ، ابن سینا کی کتاب "القانون" کا نسخہ، خطاط محمد نعیم لاہوری کا خط نسخ میں لکھا 180ھ کا طلائی قرآنی نسخہ اور خانہ کعبہ کے غلاف کا حصہ شامل ہے یہاں مینار کا ماڈل بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

مینار سے متصل پارک میں انگریز دور کی یادگار ایک برجی یا کینوپی ہے کبھی اس میں ملکہ وکٹوریہ کا بُت رکھا ہوتا تھا قیام پاکستان کے بعد ملکہ کے بُت کو یہاں سے ہٹا کر لاہور عجائب گھر میں منتقل کر دیا گیا اس کے بعد عرصہ تک بُرجی خالی رہی۔

سمٹ مینار تعمیر ہوا تو اس کی مناسبت سے ایک مخیر خاتون عائشہ بیگم خالد مرزا نے 27 رمضان المبارک 1401ھ 1980ء میں قرآن پاک کا لکڑی کا ایک ماڈل لگوایا جس پر طلائی الفاظ اُبھرے ہوئے ہیں۔

بعدازاں 1981ء میں اس ماڈل کو گرد و غبار سے محفوظ رکھنے کے لئے بیگم ثریا شاہ محمد چوہدری نے اس پر شیشے کا بکس لگوایا۔

اس مینار کا ایک حصہ تالاب کی شکل میں سڑک کے پار تیار کیا گیا ہے۔ نیلے رنگ کی ٹائلوں سے بنا ہوا یہ تالاب گول شکل کا ہے اس میں چھوٹے چھوٹے فوارے نصب ہیں سنگ مرمر کی ان سِلوں پر ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر جو انہوں نے 22 فروری 1974ء کو کانفرنس کے موقع پر کی تھی عربی، فارسی، اُردو اور انگریزی میں درج ہے۔

کتبوں کا سنگ مرمر اٹلی سے منگوایا گیا تھا اور حکومت نے اس کی تیاری پر تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے صرف کئے اور تالاب کی تیاری ڈیڑھ ماہ میں عمل میں آئی۔ غرض یہ کہ یہ مینار دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کی یاد دلاتا ہے۔ جب تمام اسلامی ممالک کے سربراہ اس میں شرکت کی غرض سے لاہور آئے اور پاکستان کو عزت بخشی۔

مشروم، صحت اور منافع کے لئے ایک جادوئی فصل

حسان خالد

اکثر لوگ غذائیت سے بھرپور مشروم کے فوائد سے لاعلم ہیں۔قدیم مصر میں لوگ کھمبیوں کے اگنے کو کسی جادوئی عمل کا نتیجہ سمجھتے تھے، کیونکہ یہ راتوں رات اگ آتی ہیں۔

رفتہ رفتہ جب اس کے بارے میں معلومات سامنے آئیں تو پتا چلا کہ یہ کسی جادوئی عمل کے نتیجے میں نہیں اُگتی، بلکہ ان کی کاشت کا اپنا ایک مخصوص طریقہ کار ہے۔تاہم وقت نے یہ بھی ثابت کیا کہ اگرچہ یہ جادو سے نہیں اگتی، لیکن غذائیت اور منافع کے حصول کے لیے ایک جادوئی اثر ضرور رکھتی ہے۔

مشروم غذائیت سے بھرپور غذا ہے، جس میں بہت سے ایسے اجزاء شامل ہیں جو کہ انسانی جسم کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے بارے میں چند مفید باتیں درج ذیل ہیں۔

☆ ایک سو گرام مشروم میں، گندم سے بنی ہوئی بریڈ کے ایک سلائس سے زیادہ بالترتیب 2.5 گرام اور 2.0 گرام خوردنی ریشہ ہوتا ہے۔

☆ زیادہ تر سبزیوں کی نسبت مشروم میں پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

☆ وٹامن ڈی کے چند قدرتی ذرائع میں سے ایک مشروم بھی ہے، جو کہ صحت مند ہڈیوں اور دانتوں کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔

☆ وٹامن بی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ مشروم ہیں۔اس میں مزید یہ اجزاء پائے جاتے ہیں۔

تھیامن: (Thiamin) یہ کاربوہائیڈریٹ سے توانائی حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

ربوفلوکسن: (Ribofloxin) یہ خون کے سرخ خلیوں کو صحت مند بناتا ہے، اس سے جلد صحت مند اور بصارت تیز ہوتی ہے۔

نیاسین: (Niacin) یہ پروٹین اور چربی سے توانائی حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے، تاکہ نظام انہضام اور اعصابی نظام کو اچھی حالت میں چلایا جا سکے۔

☆ اگرچہ وٹامن بہت سی سبزیوں میں پائے جاتے ہیں، لیکن جب یہ ابلتے ہوئے پانی میں پکائی جاتی ہیں تو یہ وٹامن ضائع ہو جاتے ہیں۔ لیکن کھمبیوں کو عام طور پر ابلتے ہوئے پانی میں نہیں پکایا جاتا، اس لیے ان میں یہ قیمتی غذائی جز محفوظ رہتا ہے۔

☆ مشروم میں کوئی نمک نہیں پایا جاتا۔

☆ دوسرے پھلوں اور سبزیوں کی نسبت مشروم میں زیادہ مقدار میں پوٹاشیم پائی جاتی ہے۔

☆ مشروم کی ایک قسم براؤن مشروم میں کیلے سے زیادہ پوٹاشیم ہوتی ہے۔

☆ مشروم قدرتی طور پر سیلینیئم کے حصول کا اہم ذریعہ ہیں جو کہ جسم کے مدافعتی نظام کو مضبوط بناتی ہے اور کینسر اور دوسری بیماریوں سے بچاؤ میں مدد کرتی ہے۔

☆ مشروم زنک کے حصول کا اچھا ذریعہ ہیں۔ یہ مدافعتی نظام اور جنسی صلاحیت کی بہتری کے لیے مددگار ہے۔

یہ ذیابیطس، فشار خون اور دل کے مریضوں کے لئے بھی فائدہ مند قرار دی گئی ہے۔دنیا کے بہت سے ممالک مثلاً امریکہ، چین، جاپان اور تائیوان میں تجارتی بنیاد پر اس کی کاشت کی جاتی ہے اور وہاں یہ معقول قیمت پر دستیاب ہے۔ پاکستان، ہندوستان، تائیوان، تھائی لینڈ اور چین اس کی برآمد سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کرتے ہیں۔ بہت سے کھانوں

کی تیاری میں بھی کھمبیوں کا استعمال کیا جاتا ہے' جن کی مقبولیت دنیا بھر میں بڑھتی جارہی ہے۔ ذائقہ دار اور غذائیت سے بھرپور سوپ کی تیاری کے علاوہ اسے ٹماٹر' پیاز' سبزیوں اور گوشت کے ساتھ پکایا جاسکتا ہے۔ دنیا بھر میں پندرہ لاکھ ٹن مشروم کی پیداوار ہورہی ہے اور اس مقدار میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔

بارشوں کے موسم میں کھمبیوں کی ایک بڑی مقدار قدرتی طور پر جنگلوں میں پائی جاتی ہے۔ کھمبی کے دو حصے ہوتے ہیں' بالائی کیپ اور تنا۔ کیپ کی نچلی تہہ پر بڑی تعداد میں بیج پیدا ہوتے ہیں' جو کہ گردونواح میں پھیل جاتے ہیں۔ جہاں انہیں سازگار ماحول دستیاب ہوتا ہے' اس جگہ اگ آتے ہیں۔ کھمبیوں کی مختلف اقسام پاکستان میں قدرتی طور پر کئی جگہوں میں پائی جاتی ہے۔ اسے مقامی طور پر ''کنڈیر' کھپا' ہنڈا یا گچھی'' کے نام دیئے جاتے ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں پائی جانے والی کھمبیوں کو ''گچھی'' کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کا شمار قدرتی طور پر اگنے والی انتہائی مہنگی مشروم میں ہوتا ہے۔ اس کو دھوپ میں خشک کر کے بیرون ملک برآمد کیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 90 ٹن گچھی پاکستان یورپ کو برآمد کرتا ہے۔

دنیا بھر میں کھمبیوں کی تقریباً 1500 اقسام پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کھانے کے قابل ہیں جبکہ دوسری زہریلی ہیں۔ پاکستان میں کھمبیوں کی 56 اقسام کھانے کے قابل ہیں' ان میں چار بلوچستان' تین سندھ' پانچ پنجاب اور 44 اقسام خیبر پختونخوا اور آزاد کشمیر میں پائی جاتی ہیں۔ مشروم کی چار مقبول ترین اقسام بٹن یا یورپین مشروم' جاپانی مشروم' چینی مشروم اور اویسٹر (Oyster) مشروم کہلاتی ہیں۔ پاکستان میں اعلیٰ معیار کے اویسٹر مشروم دستیاب ہیں' جن کی مزید درجہ بندی سفید' سنہری' سرمئی اور گلابی اویسٹر مشروم کے ناموں سے کی گئی ہے۔ یہ مختلف اقسام ملک بھر میں پیدا ہوتی ہیں اور عام طور پر مون سون کے بعد دستیاب ہوتی ہیں۔

مشروم کو اکتوبر اور مارچ کے درمیان کاشت کیا جا سکتا ہے۔ مشروم کی کاشت کے لئے بڑے رقبے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی بلکہ اسے چھوٹے گھروں میں جز وقتی کام کے طور پر آسانی سے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ مشروم کی کاشت کے دو طریقے رائج ہیں: کھلے میدان میں کاشت اور کنٹرولڈ (جس میں ایک خاص درجہ حرارت اور ماحول خود مصنوعی طریقے سے برقرار رکھا جاتا ہے) حالات میں کاشت۔ کاشت کے سات دن بعد' مشروم سے کامن پنوں کی طرح باریک سر نمودار ہوتے ہیں' جو کہ تین سے پانچ دنوں میں مزید مشروموں میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

اس کی شاخوں کو، جو کہ پانچ سے سات انچ لمبی ہوتی ہیں، پودوں سے الگ کر کے خشک کر لیا جاتا ہے۔ ان شاخوں کو جن کو فلشز (Flushes) کا نام دیا جاتا ہے' پکا کر کھانے میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے' یا انہیں مارکیٹ میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ شاخیں توڑنے کے دس دن بعد پودوں پر نئی شاخیں ان کی جگہ لے لیتی ہیں۔ نئی شاخیں اگنے کا دورانیہ بہت کم ہے' اس لئے یہ بہت زیادہ پیداواری صلاحیت رکھتی ہیں۔

فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف ہارٹی کلچر سے وابستہ ڈاکٹر محمد ندیم کہتے ہیں کہ مشروم کی صرف ایک شاخ سے آپ ہر ہفتے کے بعد تین ماہ تک آدھا کلو سے زیادہ

CamScanner

خوراک حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک سویڈز میں مشروم کی کاشت سے ایک ہفتے میں 120 کلوگرام مشروم حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ 150 روپے فی کلوگرام کے حساب سے ایک ہفتے میں 18 ہزار' جبکہ مہینے میں 72000 روپے کمائے جا سکتے ہیں۔ امریکہ میں ایک پاؤنڈ اویسٹر مشروم تقریباً چھ ڈالر میں فروخت ہو رہی ہے۔ 200 مربع فٹ میں کاشت کی گئی مشروم سے ایک فصل میں 800 پاؤنڈ' جبکہ سال بھر میں تقریباً 5000 پاؤنڈ مشروم حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کی قیمت تیس ہزار امریکن ڈالر بنتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مشروم کی یہ قسم کاشت کر کے اچھا خاصا زرمبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔

مشروم کی زہریلی اقسام بھی پائی جاتی ہیں۔ مشروم کا بیج' جسے Spawn کا نام دیا جاتا ہے، خصوصی ماہرین کی نگرانی میں تیار کرانا چاہئے۔ اس کا بیج یونیورسٹی آف ایگری کلچر فیصل آباد اور دوسرے حکومتی اسٹیشنز پر دستیاب ہے۔ یونیورسٹی آف ایگری کلچر سے وابستہ ڈاکٹر آصف کہتے ہیں کہ اب ہمارے ہاں مقامی طور پر اس کا بیج تیار کیا جاتا ہے' جو کہ دوسرے ممالک کے بیج سے زیادہ بہتر کوالٹی کا حامل ہے۔

ایسے کسان جو کھمبی کی کاشت کرنا چاہتے ہیں' انہیں کاشت کے موسم سے پہلے اپنا آرڈر دے دینا چاہیے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اس کی طلب کے موسم میں میں یہ دستیاب نہ ہو سکے۔ مشروم کی کاشت کو نفع بخش بنانے کے لئے بنیادی تربیت کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں یونیورسٹی آف ایگری کلچر فیصل آباد کا متعلقہ شعبہ مختصر کورسز کا بھی اہتمام کراتا ہے۔ نیز اس ادارے کی مشروم لیب سے وابستہ ماہرین سے وہ لوگ مشورہ کر کے ہدایات حاصل کر سکتے ہیں' جو اس نفع بخش کاروبار کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔

گھروں میں کاشت کرنے والے خواہش مند لوگ اس ضمن میں رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ یہ گھروں میں بھی آسانی سے ذاتی استعمال اور کاروباری مقاصد کے لئے کاشت کی جا سکتی ہے۔

زرعی ماہر حافظ وصی محمد کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں عام طور پر مشروم کی اہمیت سے لوگ لاعلم ہیں اور اس کو کھانے کا رجحان بھی کم ہے' جس کی وجہ سے اس کی طلب کم ہے اور لوگ بھی اسی وجہ سے اس کی کاشت میں زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور اس کی مناسب مارکیٹنگ کی جائے تاکہ اس کو مستقبل میں فروغ مل سکے اور یہ مستقبل میں ہماری غذائی ضروریات پوری کرنے اور زرمبادلہ حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ بن جائے۔

مستقبل میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی غذائی ضروریات کو پورا کرنے اور چھوٹے کسانوں کی معاشی صورتحال میں بہتری لانے کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ زرعی نظام میں غیر روایتی فصلوں اور دوسری غذائی اجناس کو بھی شامل کیا جائے جن کی طرف ہمارے ہاں عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی۔ اس ضمن میں مشروم یا کھمبی کی کاشت فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اس پر زیادہ خرچ نہیں آتا اور اسے گھروں میں بھی آسانی سے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ کھمبی میں پروٹین زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے' اس لئے ترقی پذیر ملکوں میں اسے خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔

ورزش

شاہد آفریدی

جسم انسانی کی صحت کے لیے ورزش کی اہمیت ہر دور میں تسلیم کی گئی ہے اور کوئی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ورزش ہر عمر میں یکساں مفید ہے۔ جسم کی مثال ایک مشین کی مانند ہے اگر کسی مشین کو استعمال میں نہ لایا جائے تو زنگ آلود ہو جاتی ہے اور زنگ آلود مشین کی کارکردگی سے ہم سب واقف ہیں کہ کتنی جلد وہ احساس ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ہاتھ پاؤں کو حرکت دینے کو ورزش کا نام دیا جاتا ہے یہ ایک نامکمل تشریح ہے۔ جب ہم جسم کو اس طرح حرکت دیں کہ جس سے پورا جسم حرکت میں رہے اور یہ عمل روزانہ کچھ وقت کے لیے باقاعدگی سے کیا جائے تو اسے ورزش کا نام دیا جا سکتا ہے۔ میں اضافہ ہو جاتا ہے جسم کے ہر حصے میں خون کی فراہمی بڑھ جاتی ہے، سانس کی رفتار بڑھتی اور سانس گہرے ہو جاتے ہیں اور یہ سانس خون کی نالیاں جو بند ہو چکی ہوں چلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ورزش سے چربی پگھلتی اور موٹاپا ختم ہوتا۔ سانس سے مراد آکسیجن ہے آکسیجن خون

جواب دے جائے گی۔ اس طرح اگر جسم انسانی کو مناسب حرکت نہ دی جائے تو نہ صرف موٹاپا آجائے گا بلکہ مشین کے اعضاء خراب ہو جائیں گے عمل کی صلاحیت میں بھی فرق آجائے گا۔

ورزش کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں مفید ہے۔ بلکہ ایک بہترین ٹانک ہے جس سے جسم چاک و چوبند رہتا ہے اور قوت و چستی کا

کبھی کبھار ورزش کرنا بجائے فائدے کے نقصان دہ ہو سکتا ہے اس لیے اگر آپ ورزش کے فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ باقاعدگی سے کی جائے تاہم ہر عمر اور جسم کے لحاظ سے اس کا تقاضا و ضرورت الگ الگ ہے۔ تیس سال سے قبل عمر میں زوردار اور تھکا دینے والی ورزش مناسب ہے دوران ورزش خون کی رفتار

کے ساتھ مل کر ہمارے جسم کے تمام اعضاء میں، اعضا کی تمام بافتوں میں اور بافتوں کے تمام خلیات میں پہنچ کر انہیں زندہ اور متحرک رکھتا ہے۔ ہماری سانس کے ساتھ جو آکسیجن جسم کے اندر جاتی ہے اس کی مدد سے ہمارے پھیپھڑے اور جگر خون صاف اور طاقتور بناتے ہیں۔ نیلے رنگ کی رگیں استعمال شدہ خون کو واپس لوٹاتی

CamScanner

ہیں اور سرخ رنگ کی شریانیں خون کے سرخ ذرات کو ایک ایک خلیے تک پہنچاتی ہیں۔

جسم کے جن خلیات کو سرخ رنگ کا خون نہیں ملتا مثلاً ہارٹ اٹیک میں تو دل کے وہ خلیات مردہ ہو جاتے ہیں اور دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ ورزش سے آکسیجن اور خون کا بہاؤ تیز ہو کر خون صاف ہو کر ایک ایک خلیے تک پہنچ جاتا ہے۔ صرف پھیپھڑوں اور خون ہی نہیں بلکہ جسم کا ہر عضو معدہ جگر مثانہ گردے اور دماغ سب کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔ ورزش سے دماغی اعصاب کو طاقت ملتی ہے اور جسمانی صحت بہتر ہو جاتی ہے۔ جسمانی عضلات اور جوڑ بہتر کام کرتے ہیں۔

جو لوگ ورزش نہیں کرتے عموماً وہ قبض، بدہضمی اور گیس کے امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ سنگین مرض نہیں مگر سخت بے چینی پیدا کر کے زندگی کا سکون غارت کر دیتے ہیں یہ گھٹن ہے جو خاموش قاتل کا کردار ادا کرتی ہے اس کے علاوہ خون کی رگوں کو تنگ کرنا، کولیسٹرول کا بڑھ جانا، ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس اور موٹاپا وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ہر روز صبح نماز فجر کے بعد ورزش کے لیے وقت دینا بہتر صحت کی ضمانت ہے۔ اگر ہم ورزش سے کوتاہی کریں تو زندگی بے مزہ ہو جائے گی۔ اور جب جسم صحت مند و توانا نہ ہوگا تو زندگی کی تمام لذتیں بے معنی ہوں گی لہٰذا صحت کی نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ورزش کرنا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ روز قیامت صحت کے متعلق سوال ہو گا۔ ظاہر ہے جس جسم کو آرام پہنچانے کے لیے ہم جدوجہد کرتے ہیں۔ جس دماغ کی صلاحیتیں کو بیدار کرنے کے لیے ہم دوڑ لگا رہے ہیں وہ جسم لاغر اور غیر صحت مند ہو تو دولت کس کام کی ہوگی۔ یہ بات بھی مشاہدہ میں ہے کہ جو بچے دوڑتے اور پھدکتے ہیں وہ صحت مند ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بچوں میں شروع ہی سے ورزش کا رجحان فروغ دیا جائے ہمیشہ صحت مند و توانا، اقوام ہی ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ ہماری قوم صحت کے حوالے سے بہت پیچھے ہے۔ حالانکہ تعمیر پاکستان کے لیے افراد ملت کی صحت ایک لازمی ضرورت ہے۔ ورزش کی اہمیت و افادیت اجاگر کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سکولوں کالجوں میں لازمی ورزش کا اہتمام کیا جائے۔

کسی دانا نے خوب کہا ہے کہ: اے تندرست! مستقبل تیرے لیے ہے۔

ورزش کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہیوی ویٹ لفٹنگ ہی کی جائے بلکہ عمر کے لحاظ سے مناسب چہل قدمی اور اس دوران وقفے کرنے سے بھی مطلوبہ مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ کی عمر پچاس سال سے تجاوز کر چکی ہے تو صبح نماز فجر کے بعد لمبی سیر بھی ورزش کے زمرے میں شمار ہوگی۔

زمانہ طالب علمی کو زندگی کے سنہرے دور میں بدل ڈالیں

(تعلیمی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ماہرین کے تجربہ کا نچوڑ)

آسیہ بخاری

تعلیمی دور انسان کی زندگی کا بہترین دور ہوتا ہے۔اس دور میں انسان اپنے مستقبل کی بنیاد رکھتا ہے۔اس میدان میں جدوجہد سے کامیابیاں تو ملتی ہی ہیں لیکن ناکامیاں بھی کبھی کبھار راستہ روک لیتی ہیں لیکن ان ناکامیوں کا مقابلہ محنت اور لگن سے باآسانی کیا جاسکتا ہے۔بے شک بہت سی باتیں تجربے کے بعد ہی سمجھ میں آتی ہیں لیکن عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے اوراس کی روشنی میں محض مشاہدات سے کام لے کر کامیابی کی راہ استوار کرنے کی کوشش کی جائے۔آج ہم آپ کو ماہرین کے تجربات کی روشنی میں چند اہم باتیں بتائیں گے جن کے تحت آپ کو اپنے تعلیمی دور کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مدد ملے گی۔اگلی نشستوں پر بیٹھیں

اگر آپ واقعی تعلیمی میدان میں نمایاں حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کلاس میں ہمیشہ اگلی سیٹوں پر بیٹھیں۔اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ کو لیکچر سمجھنے میں آسانی ہوگی اور دوسرا آپ اپنے اساتذہ کی نظر میں رہیں گے۔بہت سے طلبہ پچھلی نشستوں پر بیٹھنا پسند کرتے ہیں کیوں کہ وہ نہیں چاہتے کہ وہ اساتذہ کی نظر میں آئیں۔اس کے پیچھے وہ خوف ہوتا ہے کہ کسی سوال کا جواب نہ دینے پر انہیں کہیں سبکی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔کوشش کریں کہ متعلقہ مضمون سے متعلق زیادہ سے زیادہ سوالات کریں تاکہ آپ کی الجھنیں دور ہوسکیں۔

اہم نکات نوٹ کرنے کی عادت

اپنائیں کوشش کریں کہ لیکچر کے دوران اہم نکات کو نوٹ کرتے رہیں تاکہ گھر جاکر صرف ایک بار دیکھنے سے ہی وہ آپ پر واضح ہوجائے۔اس لیے یہ نہ سوچیں کہ آپ اتنے سارے صفحات استعمال کررہے ہیں یا تیزی سے لیکچر نوٹ کرتا دیکھ کر دوسرے طلبہ آپ کا مذاق اڑائیں گے اس لیے منظم،مؤثر اور طویل نوٹس لینے کی عادت اپنائیں۔اس سے آپ کو امتحانات میں کافی مدد ملے گی۔اس کو ترتیب کے ساتھ اور روزانہ کی تاریخ لکھ کر رکھیں۔

ناکامیوں سے دل برداشتہ نہ ہوں

اگر کبھی آپ کا ٹیسٹ اچھا نہ ہو تو اس کا افسوس ہونا فطری عمل ہے کیوں کہ ہمارے جذبات کے پس منظر میں کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔اس لیے اپنے نقصانات کا افسوس کرنا غلط نہیں بلکہ یہ اچھی علامت ہے کہ آپ کو اس بات کا احساس ہورہا ہے کہ غلط ہوا ہے لیکن اس کو مسلسل سر پر سوار نہ ہونے دیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے آپ کا تعلیمی سلسلہ متاثر ہوجائے۔محنت کو شعار بنائیں ہے۔اچھے اداروں میں ہمیشہ بہترین طلبہ کو داخلہ دیا جاتا ہے اس لیے آپ کا مقابلہ بھی سخت ہوتا ہے۔کیونکہ آپ سے زیادہ ذہین طالب علموں کی بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔اس لیے آپ کو اپنا منفرد مقام بنانے کے لیے کافی محنت درکار ہوگی۔ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اپنے بارے میں ساتھی طلبہ کی رائے سے کسی بھی احساسِ کمتری یا برتری کا شکار نہ ہوں کیوں کہ اکثر اوقات بالخصوص کسی ادارے میں پہلے دن آپ کو اپنے سینئرز کے مذاق کا

نشانہ بننا پڑتا ہے اس لیے اس طرح کی باتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں۔

بعض اوقات زیادہ پڑھنے سے اور سوالات کرنے سے آپ کو ساتھی طلبہ کی طرف سے شہباز، استاد کا چمچہ یا پڑھاکو اور کتابی کیڑا جیسے القابات ملتے رہتے ہیں اس لیے ان کو اہمیت نہ دیں اور یہ طے کرلیں کہ آپ کو پڑھ لکھ کر اور محنت سے آگے بڑھنا ہے زمانہ طالب علمی میں کسی بھی بات کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ اگر کوئی استاد آپ کی غلطی پر سرزنش بھی کردے یا کسی وجہ سے آپ کو کلاس سے باہر نکال دیا جائے تو یہ بات یاد رکھیں کہ آپ ایک طالب علم ہیں اور ایسا ہونا عام سی بات ہے۔ اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اپنی غلطیوں کو سدھارنے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ آپ کے ذہن میں کوئی بھی سوال یا کسی مضمون سے متعلق کوئی بھی الجھن ہو تو اسے اپنے استاد کے سامنے بلا جھجک بیان کردیں اس وقت یہ نہ سوچیں کہ دوست آپ کا مذاق اڑائیں گے۔ آپ کے لیے اُس وقت یہ بات اہم ہونی چاہیے کہ آپ وہاں سیکھنے آئے ہیں۔ آپ کے سوال سے دوسرے طلباء کو بھی فائدہ ملے گا۔

حد سے زیادہ مطالعہ آپ کو بیمار کرسکتا ہے۔ بلکہ اس طرح ذہنی طور پر تھکن ہو جاتی ہے اور مطلوبہ ہدف بھی حاصل نہیں ہو پاتا۔ اس لیے اپنا ایک معمول بنالیں اور روزانہ 3 سے 4 گھنٹوں سے زائد مطالعہ نہ کریں کوشش کریں کہ مستقل پڑھائی نہ کریں بلکہ تھوڑا وقفہ ضرور دیں۔ اس دوران آپ کسی بھی تفریحی سرگرمی سے خود کو تازہ دم کرنے کی کوشش کریں۔ زمانہ طالب علمی میں اپنا سماجی دائرہ زیادہ وسیع نہ کریں اس طرح آپ یکسوئی سے مطالعہ نہیں کرسکیں گے اور کسی نہ کسی وجہ سے پریشان ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ پڑھائی کے لیے یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اکثر طلبہ امتحانات کے دنوں میں تیاری کے لیے مختلف پارکوں یا دوستوں کے گھروں اور لائبریریوں کا رخ کرتے ہیں۔ ذہن کو محض ایک شعبے تک محدود نہ رکھیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی بھی ایسا مضمون نہیں ہے جو آسان ہو یا اس میں سیکھنے کے لیے کچھ نہ ہو چاہے وہ سائنس کے مضامین ہوں یا آرٹس کے جن بھی مضامین کا انتخاب کیا جائے سوچ سمجھ کر کیا جائے اور مستقبل کی اہمیت کے پیش نظر کیا جائے اس میں ماہر تعلیم یا اساتذہ سے مشاورت کرلیں تاکہ آپ صحیح سمت کی طرف چل سکیں۔ اگر کوئی اہم معلومات آپ کے علم میں ہیں تو اسے دوسروں تک پہنچانے میں کوئی عار محسوس نہ کریں یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ علم تقسیم کرنے سے بڑھتا ہے اس لیے جتنا آپ دوسروں کو سکھائیں گے آپ کی معلومات میں بھی اسی قدر اضافہ ہوگا اس لیے اگر آپ کے ساتھی طلبہ کو پڑھائی میں مشکل پیش آرہی ہے تو اس کو برا سمجھنے کی بجائے ان کی مدد کریں اس طرح وہ موضوع آپ پر مزید واضح ہو جائے گا اور امتحانات کے دنوں میں بھی آپ کے لیے آسانی ہوگی۔ اس کے علاوہ کوشش کریں کہ جب آپ اپنے ساتھی طلبہ کے ساتھ مل کر بیٹھیں تو فارغ وقت میں کلاس میں ہونے والے لیکچر پر تبادلہ خیال کریں اس طرح آپ کا ذہن مزید روشن ہوگا اور جو نکات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے ہوں گے وہ بھی واضح ہو جائیں گے۔

جدید ٹیکنالوجی نے آج کل طلباء و طالبات کی زندگی بدل دی ہے۔ خاص طور پر انٹرنیٹ اور گوگل نے طلبہ کی زندگی میں آسانیاں پیدا کردی ہیں کسی بھی موضوع سے متعلق اگر آپ کو معلومات درکار ہیں تو آپ با آسانی اسے تلاش کرسکتے ہیں اس کے علاوہ مختلف شعبہ جات ان کی اہمیت اور سکوپ کے بارے میں جان سکتے ہیں اس کے علاوہ پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد ملازمت کے مواقع بھی تلاش کرسکتے ہیں اور آن لائن اپلائی بھی کرسکتے ہیں۔ لیکن ٹیکنالوجی کا فائدہ بھی اسی صورت میں ہوگا جب آپ اس کا مثبت استعمال کریں گے بصورت دیگر آپ اس کی رنگینی میں کھو کر اپنا وقت اور پڑھائی دونوں برباد کرلیں گے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کتاب سے رشتہ کبھی نہ توڑیں بلکہ اسے اپنا بہترین ساتھی بنائیں اور انٹرنیٹ کے ساتھ ساتھ اس سے بھی مدد لیتے رہیں۔

Directorate of Electronic Media & Publications

CamScanner